عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۶ | ۱۸ تا ۲۴ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ فروری ۲۰۱۷ء | شمارہ:۷

رئیس المحدثین کی رحلت

مسلم حکمرانوں کا غیر مسلموں سے حسنِ سلوک

برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

حضرت تھانویؒ کی جدوجہد کے مختلف پہلو

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

والدہ مرحومہ کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟

س:...... ایک خاتون کو کچھ جائیداد وراثت میں ملی، پھر اس خاتون کے انتقال کے بعد وہ جائیداد خاتون کی اولاد میں کس طرح تقسیم ہوگی جبکہ مرحومہ کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، جن میں دو بیٹوں کا مرحومہ کے بعد انتقال ہوا، والدہ کے انتقال کے وقت وہ دونوں زندہ تھے۔ اب ان کی اولاد اور بیوائیں ہیں، نیز مرحومہ کے شوہر کا انتقال اس سے بھی پہلے ہوا ہے۔

ج:...... بصورت مسؤلہ مرحومہ کا ترکہ ان کی اولاد میں اس تناسب سے تقسیم ہوگا کہ مرحومہ کی نرینہ اولاد یعنی بیٹوں کو دو، دو حصے اور بیٹیوں کو ایک ایک حصہ دیا جائے گا قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔" (النساء:۱۱)

ترجمہ: "حکم کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد کے حق میں کہ ایک مرد کا حصہ ہے برابر دو عورتوں کے۔"

لہٰذا مرحومہ کا کُل ترکہ (جائیداد وغیرہ) مساوی سترہ حصوں پر تقسیم کیا جائے گا، جن میں سے دو، دو حصے مرحومہ کے ہر ایک بیٹے کو اور ایک حصہ ہر ایک زندہ بیٹی کو ملے گا۔ واضح رہے کہ جن بیٹوں کا انتقال مرحومہ کے انتقال کے بعد ہوا ہے۔ ان کا حصہ ان کی موجودہ اولاد اور بیواؤں کو ملے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

مکان کی رقم میں ہر وارث کا حصہ

س:...... ہم نے اپنا گھر فروخت کیا ہے، جو کہ ہمارے والد کے نام پر تھا اس کی قیمت چالیس لاکھ ہے اور ہم چار بھائی اور تین بہنیں ہیں اور والدہ ہیں۔ یہ رقم ہم بہن بھائیوں اور والدہ میں کس حساب سے تقسیم ہوگی؟ براہ کرم ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ حصہ متعین فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔

ج:...... بصورت مسؤلہ مرحوم کا کُل ترکہ ۸۸ حصوں پر تقسیم ہوگا، جس میں مرحوم کی بیوہ کو گیارہ حصے، ہر ایک زندہ بیٹے کو چودہ، چودہ حصے جبکہ ہر ایک زندہ بیٹی کو سات، سات حصے ملیں گے۔ اگر مرحوم کا ترکہ صرف مذکورہ رقم یعنی چالیس لاکھ روپے ہے تو اس میں سے مرحوم کی بیوہ کو پانچ لاکھ روپے ملیں گے اور ہر ایک بیٹے کو چھ لاکھ چھتیس ہزار تین سو تریسٹھ روپے اور تریسٹھ پیسے، جبکہ ہر ایک بیٹی کو تین لاکھ اٹھارہ ہزار ایک سو اکیاسی روپے بیاسی پیسے ملیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تحریک ختم نبوت کی ابتدا کب ہوئی؟

س:...... ختم نبوت کی تحریک کی ابتدا کب ہوئی؟ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب جھوٹے مدعیان نبوت نے دعویٰ کیا تھا یا کسی اور دور میں؟

ج:...... ختم نبوت کی تحریک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" سے ہوئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف جہاد کرکے اس تحریک کو پروان چڑھایا۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ — ۱۸تا۲۴ربیع جمادی الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶تا۲۲فروری ۲۰۱۷ء — شمارہ:۷

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

رئیس المحدثین کی رحلت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
مسلم حکمرانوں کا غیر مسلموں سے حسن سلوک	۱۰	مولانا سید واضح رشید حسنی
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر....	۱۳	مولانا محمد ازہر
حضرت تھانویؒ کی جدوجہد کے مختلف پہلو	۱۵	مولانا زاہد الراشدی
خبروں پر ایک نظر	۱۷	ادارہ
مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کے مزار پر	۲۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۴۲)	۲۱	حافظ عبیداللہ
تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں (۳)	۲۴	مولانا حذیفہ وستانوی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT. A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیثِ قدسیہ

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

ذکرِ الٰہی

حدیث قدسی ۴۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ جنت کے بعض درختوں کو حکم دے گا کہ میرے جن بندوں نے میرے ذکر اور میری یاد کی وجہ سے معازف اور مزامیر سے پرہیز کیا، ان بندوں کو تم اپنی آواز سناؤ، چنانچہ وہ ان کو ایسی بہترین آواز سنائیں گے جس آواز کو مخلوق نے کبھی نہیں سنا ہوگا۔ (دیلمی)

ذکر الٰہی کی وجہ سے جو لوگ گانے بجانے سے احتراز کرتے تھے، ان کو جنت کے درخت گانا سنائیں گے اور جنت کے درختوں کا گانا تسبیح الٰہی ہوگا۔

حدیث قدسی ۴۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوتی ہے تو ایک پکارنے والا آسمان سے ان کو پکار کر کہتا ہے کھڑے ہو جاؤ تمہاری مغفرت کردی گئی اور تمہاری خطائیں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔ (ابن شاہین)

اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت

حدیث قدسی ۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں پھر ان نیکیوں اور برائیوں کو اپنی کتاب میں بھی لکھ دیا ہے پس جو شخص کسی نیکی کا پختہ ارادہ کرلے مگر وہ نیکی اس سے واقع نہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ ایک کامل نیکی اس کی لکھ دیتا ہے اور اگر ارادے کے بعد اس سے نیکی کا وقوع بھی ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ لکھتا ہے۔

اور جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے مگر اس کو کرتا نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کرکے وہ شخص برائی اور گناہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ صرف ایک گناہ لکھتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

نماز

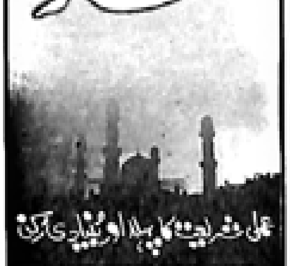

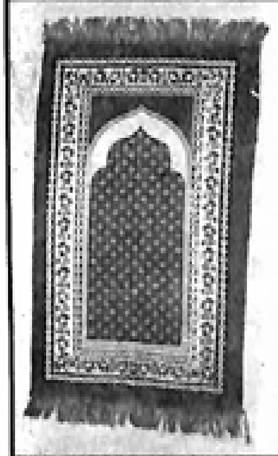

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

مسجد

س:...... کیا مسجد کی زمین وعمارت کسی کی ملکیت ہوتی ہے؟

ج:...... نہیں! مسجد کی زمین وعمارت وقف کرنے والے کی ملکیت میں بھی نہیں رہتی اور کسی دوسرے کی ملکیت میں بھی نہیں جاتی بلکہ تمام مسلمانوں کو اس میں تاقیامت عبادت ادا کرتے رہنے کی عام اجازت ہوتی ہے۔ البتہ انتظامی امور کے حوالوں سے بعض لوگوں کو ذمہ دار بنایا جاسکتا ہے، ہمارے زمانے میں ایسے ذمہ داروں کی جماعت کو مسجد کمیٹی کہا جاتا ہے۔

س:...... کیا حکومتی جگہوں یا کسی کی ملکیت کی جگہ پر ناجائز قبضہ کرکے بغیر اجازت کے مسجد بنائی جاسکتی ہے؟

ج:...... نہیں! اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا، ایسی غیر قانونی مساجد میں نمازیں ادا ہی نہیں ہوتیں۔

س:...... مُصلّی کے لفظی معنی کیا ہیں؟

ج:...... نماز کو عربی زبان میں صلوٰۃ کہتے ہیں، نماز پڑھنے والے کو مُصلّی اور جس زمین، کپڑے، چمڑے، چٹائی، قالین کے ٹکڑوں پر نماز پڑھی جائے، اُسے مصلّی کہتے ہیں، اردو میں اس کے معنی جائے نماز کے ہیں۔

س:...... شریعت میں مصلّی کسے کہتے ہیں؟

ج:...... ایسی تمام جگہوں کو مُصلّی یا جگہ برائے نماز کہا جاتا ہے جن کے مالکوں نے انہیں اپنی ملکیت میں رکھتے ہوئے مسلمانوں کو ان میں نمازیں ادا کرتے رہنے کی عام اجازت دی ہو۔ یہ اجازت ختم بھی کی جاسکتی ہے۔ نیز ایسے مُصلّوں کی جگہوں کو دوسرے مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

س:...... کیا مساجد کی جگہوں کو بھی کسی دنیوی مقصد کے لئے تبدیل کیا جاسکتا ہے؟

ج:...... نہیں! (احناف کے مسلک کے مطابق) ایک مرتبہ (پہلی مرتبہ) مسجد بنا دیئے جانے کے بعد وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی، اسے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ نیز نماز کے لئے مختص کی جانے والی جگہوں میں کسی دوسرے مقصد کے لئے کمی بھی نہیں کی جاسکتی البتہ اضافہ کیا جاسکتا ہے، لیکن اضافے کے بعد وہ جگہیں بھی ہمیشہ کے لئے مسجد بن جائیں گی۔ نیز مسجد کے نام سے اسلام دشمن سرگرمیوں کے لئے کوئی جگہ بنائی جائے یا کسی جگہ پر ناجائز قبضہ کرکے مسجد بنائی جائے تو ایسی جگہوں کو تحقیقات کے بعد مسلم حکومت مسمار (منہدم) اور ڈھا سکتی ہے۔

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

رئیس المحدثینؒ کی رحلت

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ

دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے تلمیذ رشید، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کے تربیت یافتہ وقابل فخر شاگرد، جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کے مؤسس، رئیس وشیخ الحدیث، وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے قائد وصدر، اتحاد ویکجہتی کی علامت، مردم شناس ومردم ساز، علامہ ومحدث، فقیہ ومفکر، داعی اسلام، استاذ العلماء، رئیس المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۴ جنوری ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء ۹۲ سال کی عمر میں اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر عالم عقبیٰ کی طرف روانہ ہوگئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہٗ ما أعطی وکل شیء عندہٗ بأجل مسمّٰی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شخصیت عالم اسلام کے علمی، ادبی، فکری اور نظریاتی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی پوری زندگی تعلیم وتعلم، اتباع سنت اور شرک وبدعات کی تردید سے عبارت تھی۔ آپ کا مسلکی تصلب اور محبت دینی اپنوں اور بیگانوں میں مسلم تھی۔ آپ کو پورے ملک کے دینی حلقوں میں بڑا وقیع ورفیع مقام حاصل تھا۔ حلقۂ دیوبند کی تمام دینی وسیاسی جماعتوں کے سربراہان آپ کو اپنی اپنی جماعتوں کا سرپرست ومقتدا مانتے تھے۔ آپ کی صرف تدریس کا زمانہ ستر سالوں سے زائد پر محیط ہے۔ آپ ملمع سازی، تصنع، تکلف، تشدد، تجدد، شذوذ اور تفرد سے کوسوں دور تھے۔ عزم وحوصلہ کے پہاڑ، افکار ونظریات میں غلو وانتہاپسندی سے مجتنب، میانہ روی اور اعتدال کے قائل تھے۔ تصلب فی الدین اور امت مسلمہ کے سواد اعظم کو ساتھ لے کر چلنے میں خیر وبرکت سمجھتے تھے۔ عقائد ومسائل میں قرآن وسنت پر استقامت کا عملی نمونہ تھے۔ بدعقیدگی، بدعات، خرافات وواہیات کا تعاقب وبیخ کنی آپ کی فطرت کا حصہ بن چکی تھی۔ دلیل سے بات کرتے تھے اور دلیل ہی کی بات سنتے تھے۔

آپؒ کی پیدائش ۲۵ دسمبر ۱۹۲۶ء میں ہوئی، آپ کی ولادت کے موقع پر آپ کے نانا جان مولانا عنایت اللہ خان صاحب جو جید عالم، طبیب اور شاعر تھے، آپ کی والدہ ماجدہ کو مبارک بادی کا خط دیتے ہوئے یہ شعر لکھا:

رہیں زندہ سلیم الدین چشتی
حسین و نازنیں صورت بہشتی

آپ اپنے تعلیمی، تدریسی اور حالاتِ زندگی کو مختصر لفظوں میں ایک خط میں یوں لکھتے ہیں: ’’احقر کی پیدائش قصبہ حسن پور لوہاری میں ہوئی جو تھانہ بھون اور جلال آباد کے قریب ہے۔ اردو، فارسی کی تعلیم لوہاری میں ہوئی۔ رابعہ تک شرح وقایہ، شرح جامی وغیرہ ڈھائی سال میں مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد میں استاد محترم مولانا مسیح اللہ خانؒ سے پڑھی۔ ۵ سال دیوبند میں گزارے اور شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ سے سنن ترمذی جلد اول اور صحیح بخاری مکمل پڑھی۔ اس کے بعد ۸ سال مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد میں مدرس اور ناظم تعلیمات کی حیثیت سے گزارے۔ اسی مدرسہ میں مولوی جمشید علیؒ نے دو

سال احقر کے پاس تعلیم حاصل کی۔اس کے بعد احقر مولوی جمشید علیؒ کو لے کر پاکستان میں ٹنڈو والہ یار میں مولانا احتشام الحق مرحوم کے قائم کردہ دارالعلوم آگیا،۳ سال اس دارالعلوم میں گزارے۔اس میں احقر کو وہاں کی آب وہوا ناموافق ہوئی،مزید وہاں کا نظم بھی قابل رشک نہ تھا،یہاں احقر ابوداؤد،ہدایہ اخیرین،جلالین وغیرہ پڑھاتا رہا،اس کے بعد احقر دارالعلوم کراچی منتقل ہوگیا۔مولانا جمشید علی مرحوم ٹنڈو والہ یار ہی میں رہے،پھر کسی وقت وہ رائے ونڈ چلے گئے۔دارالعلوم کراچی میں احقر نے ۱۰سال ترمذی شریف،۶سال بخاری شریف کا درس دیا۔دارالعلوم ہی کے زمانہ میں ایک سال تک بعد نماز ظہر تا عصر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں ترمذی جلد ثانی،شمائل ترمذی اور بیضاوی شریف کا درس دیا۔دارالعلوم میں فنون کے اسباق بھی احقر نے پڑھائے،پھر حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے اجازت لے کر جامعہ فاروقیہ کراچی قائم کیا۔اجازت بڑی مشکل سے ملی تھی،تاحال جامعہ فاروقیہ میں ہوں،پہلے تو بخاری،ترمذی،مشکوٰۃ کے دوسرے اسباق بھی احقر سے متعلق ہوتے تھے،اب جب معذوری کی حالت ہے تو فقط بخاری اول پڑھاتا ہوں۔“

آپ کے ویسے تو بہت سارے اساتذہ تھے،لیکن آپ کو سب سے زیادہ تعلق اور محبت چار اساتذہ سے تھی،جن کے نام یہ ہیں:۱:......شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ،۲:......شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ،۳:......شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ،اور ۴:......حضرت مولانا عبدالخالق ملتانیؒ۔

آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے،ان میں سے مشہور ومعروف چند حضرات یہ ہیں:جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم ثانی حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ،مہتمم ثالث حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ،جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ،مولانا عنایت اللہ شہیدؒ،مولانا سید حمید الرحمٰن شہیدؒ،تبلیغی جماعت کے بزرگ حضرت مولانا جمشید علی خان رحمہم اللہ تعالیٰ، دارالعلوم کراچی کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی،نائب صدر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی،آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان اور حضرت مولانا عبید اللہ خالد،حضرت مولانا منظور احمد مینگل،حضرت مولانا ولی خان المظفر،حضرت مولانا ابن الحسن عباسی دامت برکاتہم نمایاں شخصیات ہیں۔

آپ کی تصانیف میں کشف الباری شرح صحیح بخاری (۲۲ جلدیں) نفحات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (۳ جلدیں)،آپ کے اداریوں،خطبات اور مواعظ پر مشتمل ”صدائے حق“ منصۂ شہود پر آچکی ہیں،اس کے علاوہ جامع ترمذی کی شرح (۱۰ جلدیں)،قرآن کریم کی تفسیر (۱۰ جلدیں) طباعت کے مرحلہ میں ہیں۔

حضرت شیخؒ لکھتے ہیں کہ:ہماری تعلیم کے زمانہ میں ”میزان“،”منشعب“،”نحو میر“ اور ”پنج گنج“ کا امتحان مولانا اسعد اللہ صاحب نے لیا۔پوری جماعت میں سے صرف میرے اور میرے ایک ساتھی مولوی رفیق احمد صاحب کی رپورٹ میں لکھا:”سَیَکُوْنُ لَهُمَا شَأْنٌ“......”ان دونوں کی مستقبل میں ایک شان ہوگی۔“ یہ آپ کے نانا جان کی دعا تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ۹۶ سال کی طویل عمر عطا فرمائی تھی اور اس مرد قلندر اور درویش صفت عالم کی پیش گوئی کی تعبیر تھی کہ آپ نے جتنا اکیلے دینی کام کیا،کئی ادارے اور انجمنیں مل کر بھی اتنا کام نہیں کرسکی تھیں۔

آپ کی سرگزشت میں لکھا ہے کہ:دارالعلوم دیوبند سے فاتحہ فراغ پڑھنے کے بعد آپؒ نے اپنے استاذ حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کے حکم پر اپنی مادر علمی مدرسہ مفتاح العلوم میں بلا معاوضہ پڑھانا شروع کردیا۔چونکہ گھر کے حالات اچھے تھے،والد صاحب ماہر طبیب تھے،والدہ گھر میں تجارت کرتی تھیں، مدرسہ سے تنخواہ لینا میں نے مناسب نہیں سمجھا۔والد صاحب کی چاہت تھی کہ درس نظامی سے فراغت کے بعد طب کی تعلیم حاصل کروں،والدہ کی چاہت تھی کہ انگریزی پڑھوں،اور دونوں کہتے تھے کہ مدرسہ میں رہ کر کہاں سے کھاؤ گے؟ تمہاری شادی نہیں ہوگی،تم زندگی کیسے گزارو گے؟ میں جواب دیتا کہ:”شادی بھی ہوجائے گی،میں مدرسہ کی تدریس چھوڑ کر طب اور انگریزی نہیں پڑھوں گا۔“ میرا یہ جواب سن کر دونوں نے کہا:ٹھیک ہے،آپ کی جو مرضی ہو کریں،ہمارا جتنا سامان آپ کے پاس ہے وہ واپس کردیں،چنانچہ بستر اور کچھ دوسری چیزیں جو میرے پاس تھیں،وہ میں نے واپس کردیں۔اسی اثناء میں میرے ہم سبق مولانا فضل ہادی پشاوری بنارس شیخ الحدیث بن کر گئے تھے،ان کا چچا میرے پاس موجود تھا اور ان سے بے تکلفی اور دوستی تھی۔میں نے ان کو خط لکھا کہ آپ تیس روپے بھیج دیں۔ مجھے تشویش یہ تھی کہ منی آرڈر آئے گا اور وہ پہلے مولانا کے پاس جائے گا تو مولانا مجھ سے پوچھیں گے کہ یہ پیسے کیسے ہیں؟ میرا اور گھر والوں کا قضیہ اس تنگی کا سبب بنا تھا،وہ میں نے مولانا کو نہیں بتایا تھا۔مولانا فضل ہادی کو اللہ جزائے خیر عطا فرمائے،انہوں نے منی آرڈر کی رسید پر یہ لکھا کہ:”آپ کے تیس روپے بھیج رہا ہوں،

وصول فرما کر شکریہ کا موقع دیں'۔اس رسید کو پڑھ کر میری تشویش دور ہوئی۔ بہر حال میں تدریس کرتا رہا، کچھ عرصہ کے بعد میں نے والدین سے کہا کہ میرے لیے ایک رشتہ آیا ہے، انہوں نے کہا: کہاں سے آیا ہے؟ میں نے بتایا کہ دیوبند میں خالو کے ہاں سے (میری خالہ فوت ہو گئی تھیں، خالو نے دوسری شادی کی تھی، اور وہ میری رفیقۂ حیات ان کی دوسری گھر والی سے تھی) والدین نے کہا: ہم نے رشتہ دیکھا نہیں، اور ہم وہ کیسے قبول کرلیں؟ ہم نے تو کہیں اور ایک دو رشتے دیکھے ہیں۔ میں نے کہا: آپ لوگ دیکھ لیں، اگر رشتہ پسند آجائے تو ترجیح ان کو ہونی چاہیے۔ والدین نے میرا رشتہ دیکھا اور ان کو پسند آ گیا، یوں میری شادی ہو گئی۔ مدرسہ کے مہتمم صاحب نے میری تنخواہ ایک سو روپے مقرر کردی، جب کہ ان کی تنخواہ چالیس روپے تھی۔ اب شادی بھی ہو گئی، والدین بھی راضی ہو گئے۔ میں اپنی تنخواہ میں سے نوے روپے والدہ کو دیتا تھا، جس سے والدہ خوش ہو کر مجھے بہت دعاؤں سے نوازتی تھیں، اور دس روپے اہلیہ کو دیتا تھا، چونکہ حالات اچھے ہو گئے تھے، ہمیں اپنے پاس کچھ رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

....

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا وفاق سے پرانا تعلق قائم ہے۔ آپ کی تعلیمی خدمات کے پیش نظر ۱۹۸۰ء میں آپ کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا اور ۱۹۸۹ء سے تادم آخر آپ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر چلے آرہے تھے۔ آپ نے وفاق المدارس کی افادیت اور مدارسِ عربیہ کی تنظیم وترقی اور معیارِ تعلیم کو بلند کرنے کے لیے جو خدمات سرانجام دیں، وہ وفاق کی تاریخ میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔

....

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحبؒ موقع ومحل کے مناسب ہدایات وراہنمائی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً عوام وخواص کو نصائح فرماتے تھے۔ ایک دفعہ علمائے کرام اور درسِ نظامی سے فراغت پانے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی آدمی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ قرب خاص (خصوصی تعلق اور نسبت) پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے قرآن کی خدمت کو اپنا مشغلہ بنانا چاہیے۔ اور جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی قرب پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو حدیث کے ساتھ اشتغال اختیار کرنا چاہیے۔ لہٰذا آپ بھی قرآن پاک اور حدیث پاک کو اپنا مشغلہ بنائیں اور آپ لوگ قرآن مجید اور حدیث کا درس دیا کریں۔ قرآن وحدیث کا جولب لباب اور خلاصہ ہے "فقہ" اس کی بھی ایک مجلس رکھا کریں، جس میں لوگوں کے دینی مسائل وسوالات کے جواب دیا کریں اور اگر کوئی مسئلہ محتاجِ تحقیق ہو تو کوئی تکلف اور شرم کی بات نہیں، آپ سائلین سے کہہ دیں کہ میں اسے معلوم کر کے ان شاء اللہ! پھر بتاؤں گا۔

آپؒ نے ایک اور موقع پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "قرآن مجید میں علماء کی تعریف اور مذمت دونوں بیان ہوئی ہیں، جہاں یہ ارشاد ہے: "إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ" وہاں یہ بھی ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ۔"

اسی طرح حدیث میں جہاں یہ آیا ہے کہ: "فضل العالم علی العابد کفضلی علی أدناکم" وہاں یہ بھی تو ارشاد نبوی موجود ہے کہ "شرار الخلق شرار العلماء" (مشکوٰۃ)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں ایک روایت نقل کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اخوف ما اخاف علی امتی کل منافق منطق اللسان" کہ "اپنی امت کے لیے جس قدر خطرہ اور اندیشہ مجھے ان منافقوں سے ہے" جو منطق اللسان ہوتے ہیں" اتنا کسی اور سے نہیں ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ کئی لوگ ہوتے ہیں جو الفاظ کی اداکاری میں بڑے ماہر ہوتے ہیں، بڑے ہی حسین پیرائے اور عمدہ اسلوب میں اپنی بات کرتے ہیں کہ دوسرے آدمی کے دل کو موہ لیتے ہیں، یہ لوگ "منطق اللسان" ہیں۔ لیکن ان سے مراد منافقین ہیں، اس لیے کہ یہ علم اس کی زبان پر تو ہے، لیکن اس کے دل تک یہ علم نہیں پہنچا اور اس کے علم نے دل پر اثر نہیں کیا، حالانکہ تعریف تو اسی علم کی ہے جو دل پر اثر انداز ہو۔

ہمارے علم کا اثر اگر ہمارے دل تک نہیں پہنچا اور دل نے اس علم کا اثر قبول نہیں کیا تو اگر چہ عقیدہ صحیح ہو، مگر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپس میں اتحاد نہیں ہوتا، نہ امانت کا خیال رہتا ہے، نہ دیانت کی فکر ہوتی ہے، نہ شرافت باقی رہتی ہے اور نہ اپنے بزرگوں کی روایات کا احترام، بلکہ سب سے بڑی بات یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی وراثت کا بھی کوئی پاس اور لحاظ نہیں ہوتا ہے۔ بس ایسا آدمی نفاق ہی نفاق اور قدم قدم پر بزدلی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

پھر فرمایا: علماء حقانی بننے کے لیے صرف عقیدہ کا درست ہونا کافی نہیں ہے، بلکہ نفسانیت سے بھی چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے، اپنے اعمال کی اصلاح بھی کرنی چاہیے اور یہ ہمارا علم صرف ”رسم“ تک نہ رہ جائے، بلکہ اس کا اثر دل پر واقع ہونا چاہیے تب بات بنے گی۔

....

اپنے ملک کی حالتِ زار اور سیاست دانوں کے سیاہ کرتوتوں پر کڑھتے ہوئے ارشاد فرماتے تھے کہ: یہ ملک پاکستان ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام واحسان ہے۔ آپ کے مشاہدے میں یہ آرہا ہے کہ اس ملک کو ختم کرنے کے لیے بے شمار طاقتیں سرگرم عمل ہیں، اس کو اقتصادی اور معاشی طور پر بالکل آخری حد تک پہنچانے کے لیے جو کوششیں ہوتی رہی ہیں اور آج ہو رہی ہیں، آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں۔ اب ہندوستان کے ساتھ روابط بڑھائے جا رہے ہیں، یہاں دانستہ طور پر سیکولر نظام لانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ انڈیا، کشمیر کے معاملہ پر قدم قدم پر انہیں لاتیں مار رہا ہے اور یہ اس کی خوشامد کیے جا رہے ہیں۔

آپؒ فرماتے تھے کہ: انہی دینی مدارس، دینی مراکز اور علمائے کرام کی دعوت وتبلیغ کا اثر تھا کہ انگریز کی ترغیب وتحریص اور ظلم وستم کی ہر کارروائی جو اسلام کو برصغیر سے مٹانے کے لیے کی گئی تھی ناکام ہوئی اور مسلمانوں میں قرآن وسنت اور شعائر اسلام کی محبت اور قومی تشخص کا احساس نہ صرف یہ کہ فنا نہیں ہوا بلکہ اس نے شدت اختیار کر لی اور پھر وہ مسلمانوں کے لیے جداگانہ وطن کے مطالبے کا سبب بنی، ورنہ انگریزی دور کی دوسری درسگاہوں سے معاشی خوشحالی کے سوا کوئی دوسرا فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکا، بلکہ ان سے نفع کی بجائے نقصان بہت ہوا۔ انگریزی تہذیب وثقافت، ملحدانہ خیالات ونظریات اپنے ماضی سے کٹ کر یہود ونصاریٰ اور بے دین کافروں کی روش پر چلنے اور قوم کو چلانے کا خبط، غیروں اور اسلام کے دشمنوں سے ذلت ناک مرعوبیت، یہ سب وبال انگریزی درسگاہوں ہی کا ثمرِ نامسعود ہے، جس کا مزا اہلیانِ پاکستان اب تک چکھ رہے ہیں اور مملکت اسلامیہ میں آج بھی یہی عمل پہلے کی نسبت سے ہزاروں گنا زیادہ کروڑوں اور اربوں روپے کے بجٹ سے جاری وساری ہے۔

....

آپؒ فرماتے تھے کہ: تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ برصغیر میں دینی علوم کی اشاعت وخدمت خواہ قرآن کریم کی حفاظت، تعلیم وتدریس اور تفسیر کی صورت میں ہو یا حدیث رسول اللہ (ﷺ) کی اشاعت، تعلیم وتدریس یا شرح وحاشیہ کے انداز میں یا فتویٰ وفقہ کے اعتبار سے ہو یا باطل تحریکوں کی تردید وابطال کے لحاظ سے ہو، دیوبند کا ان میں کوئی مقابل نہیں۔ رجالِ دین کی حیثیت سے ہو یا سیرت وصورت اور اعمال وکردار کے اعتبار سے، شریعت کے داعی اور دین کے حامل اگر سو فیصد آپ کہیں دیکھنا چاہیں تو وہ دار العلوم دیوبند کے زیر اثر علماء ہوں گے۔

مدارس کی افادیت، ان کی اہمیت اور ضرورت کا احساس دلاتے ہوئے فرماتے تھے کہ: اگر کوئی اسلام اور پاکستان کی حفاظت کا فریضہ انجام دے رہا ہے تو وہ یہی آپ کے دینی مدارس ہیں۔ دشمن نے یہ سمجھ لیا ہے کہ پاکستان کے استحکام کو اگر نقصان پہنچایا جا سکتا ہے تو (اچھی طرح سن لو!) علماء دیوبند کو نقصان پہنچا کر ہی پہنچایا جا سکتا ہے۔ دشمن کی تدبیر کوئی معمولی نہیں ہوتی۔ اگر پاکستان کی حفاظت چاہتے ہو تو علماء دیوبند اور ان کے مدارس کی حفاظت کی جائے، تبھی تو دشمن نے انہی علماء دیوبند اور ان کے دینی مدارس کو ”ہدف“ بنایا ہے۔

آپؒ فرماتے تھے کہ: ان مدارس میں ہمارے پیش نظر رجالِ دین تیار کرنا ہے، جو قرآن وسنت کی اشاعت وتعلیم کا فریضہ انجام دے سکیں اور اسلام کی تبلیغ ودعوت کی مہم سر کر سکیں۔ ہماری تعلیم کا مقصد آج بھی روزی کمانا نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ روزی کمانا جائز نہیں۔ وہ بھی ایک ضرورت ہے، لیکن یہ اس تعلیم کا مقصد نہیں ہے۔

اس لیے برادرانِ اسلام! اللہ نے ایک بہت بڑی دولت ’’پاکستان‘‘ کی شکل میں آپ کو عنایت کی ہے۔ لہٰذا اس کی حفاظت کے لیے جس جس دینی شعبے میں آپ خدمت انجام دے سکتے ہیں، وہ خدمت آپ ضرور انجام دیں۔ آپ حضرات ان مدارس کے ساتھ بڑھ چڑھ کر تعاون فرمائیں اور ان کی خدمت کریں، کیونکہ یہ ایک اتنا بڑا کام کر رہے ہیں کہ ۵۰ (اب ۷۰) سالوں میں کوئی حکومت ان کی گرد کو نہ پہنچ سکی۔

....

تبلیغی جماعت سے اپنا تعلق اور ان کی اس چلت پھرت اور عوام الناس میں دعوت و تبلیغ کی کتنا ضرورت ہے، اس کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ: مولوی ارشاد احمد صاحب کے ساتھ کبھی کبھی عصر کے بعد تبلیغی جماعت کے گشت میں جانا ہوا تو گشت کے دوران بعض ایسے افراد بھی ملے جن کو کلمہ یاد نہیں تھا، یا پھر وہ کلمے کا صحیح تلفظ نہیں کر سکتے تھے، اس کا مجھ پر بہت اثر ہوا، اور تبلیغ کی اہمیت اور ضرورت واضح ہوئی، چنانچہ جلال آباد میں ہم نے تبلیغی کام شروع کیا، قصبے میں اور قرب و جوار کے دیہات میں جماعت لے کر جاتے تھے، اس کے اثرات اچھے ظاہر ہوئے۔

حضرتؒ نے فرمایا: حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ جو مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کے بعد تبلیغی جماعت کے امیر تھے، انہوں نے دارالعلوم کراچی میں ایک مرتبہ طلبہ اور علماء کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ’’ایسی تبلیغ جس میں اسباق کا ناغہ ہو، یا مطالعے اور تکرار میں حرج واقع ہو، حرام ہے، حرام ہے، تین مرتبہ فرمایا‘‘ ...... مگر لوگ جذبات میں بہہ جاتے ہیں اور بزرگوں کی اس ہدایت پر عمل نہیں کرتے۔ دیکھا گیا ہے کہ اس میں بڑے بڑے حضرات بھی مبتلا ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ تبلیغ کا نفع ناقابلِ انکار ہے اور اس کی وجہ سے بے شمار انسان جن کا رشتہ اسلامی تعلیمات سے بالکل منقطع تھا، یا پھر وہ اسلامی تعلیمات کے برعکس فسق و فجور میں بدمست تھے، تبلیغ کے ذریعہ ان کو ہدایت ملی اور وہ راہِ راست پر آ گئے، اس لیے غلو سے بچتے ہوئے یہ کام کرنا چاہیے۔

....

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی جب طبیعت ناساز ہوئی تو انہیں ہسپتال لے جایا گیا، جہاں ڈاکٹروں نے آپ کا چیک اپ کیا، علاج معالجہ شروع ہوا، تو آخری دو دن آپ کی طبیعت میں کافی افاقہ ہو گیا، جس رات آپ کا وصال ہوا، راقم الحروف بھی طبہ ہسپتال کراچی میں آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوا، آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب حفظہ اللہ سے ملاقات ہوئی، کافی دیر بیٹھا رہا، آپ کی طبیعت کے بارہ میں باتیں ہوتی رہیں، آپ نے بتایا کہ ابھی حضرت نے عشاء کی نماز تیمم کر کے ادا فرمائی ہے۔ مولانا نے مزید بتایا کہ: حضرت نے نماز ادا کرنے کے بعد مجھے فرمایا: میرے رومال کو سر سے تھوڑا پیشانی سے نیچے کر دیں، تاکہ میں آرام کر لوں۔ حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب بھی آپ کی صحت یابی سے کافی مطمئن تھے، راقم الحروف آپ سے اجازت لے کر گھر کی طرف روانہ ہوا تو حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ والوں کا فون آیا کہ اطلاع آئی ہے کہ حضرت شیخ صاحب کا وصال ہو گیا ہے، میں نے عرض کیا کہ حضرت! میں ابھی ہسپتال سے ہو کر آ رہا ہوں، حضرت تو صحیح تھے، آرام فرما رہے تھے، آپؒ نے فرمایا کہ: تحقیق کرو اور مجھے بھی اطلاع دو۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ حضرت تو اللہ کو پیارے ہو گئے۔

آپؒ کی نمازِ جنازہ میں اکابر علماء کرام کے علاوہ، طلبہ، عوام اور عام شہریوں کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر، ناظم تعلیمات حضرت مولانا امداد اللہ صاحب اور دیگر اساتذہ و طلبہ بھی آپ کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔

حضرت شیخ صاحبؒ نے اپنے پسماندگان میں ہزاروں طلبہ، مریدین اور معتقدین کے علاوہ ایک بیوہ، تین بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی جملہ حسنات کو قبول فرمائے، قبر میں کروٹ کروٹ راحت و سکون نصیب فرماتے ہوئے آپ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے۔

اَللّٰهُمَّ لاتحرمنا اجرهٗ ولاتفتنّا بعدهٗ۔

وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

مسلم حکمرانوں کا غیر مسلموں سے حسنِ سلوک

مولانا سیّد واضح رشید حسنی

مسلم حکمرانوں نے غیر مسلموں کے ساتھ ہمیشہ مذہبی رواداری کا معاملہ کیا۔ تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ قدس کی فتح کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل قدس کو جو امان لکھی وہ اس مذہبی رواداری کا اعلیٰ نمونہ ہے، وہ امان یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ امان ہے جو اللہ تعالیٰ کے غلام امیر المومنین حضرت عمرؓ نے ایلیا کے لوگوں کو دی، یہ امان ان کی جان، مال، گرجا، صلیب، تندرست اور بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے، اس طرح ان کے گرجاؤں میں نہ سکونت کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کو اور نہ ان کے احاطہ کو کچھ نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی، مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہیں کیا جائے گا، نہ ان میں کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا، ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں، ایلیا والوں پر یہ فرض ہے کہ اور شہروں کی طرح جزیہ دیں اور یونانیوں اور چوروں کو نکال دیں، ان یونانیوں میں سے جو شہر سے نکلے گا، اس کی جان اور مال کی امان ہے، تا آنکہ وہ جائے پناہ میں پہنچ جائے اور جو ایلیا ہی میں رہنا اختیار کرے تو اس کو بھی امن ہے اور اس کو جزیہ دینا ہوگا اور ایلیا والوں میں سے جو شخص اپنی جان و مال لے کر یونانیوں کے ساتھ چلا جانا چاہے تو ان کو اور ان کے گرجاؤں اور صلیبوں کو امن ہے، یہاں تک وہ اپنی جائے پناہ پہنچ جائے اور جو کچھ اس تحریر میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا، رسول کا، خلفاء کا ذمہ ہے بشرطیکہ یہ لوگ مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔" (تاریخ طبری، ۳/۶۰۹)

اسلامی تعلیمات مظلوم کی مدد کی تلقین کرتی ہیں، خواہ وہ مسلمان ہو یا کوئی اور، اور یہی امت اسلامیہ کا انسانی تصور ہے کہ بغیر کسی ادنیٰ تفریق کے انسان کی مدد کی جائے، اس کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے اور ہر حال میں شرافت انسانی کا خیال رکھا جائے، اسلام دین عدل ہے اور انسانیت کا پاسبان اور نجات دہندہ ہے، صحابی جلیل حضرت ربعی بن عامرؓ نے ایرانی کمانڈر رستم کے دربار میں جو تاریخی جملہ کہا تھا، وہ اسلامی تصور کی صحیح ترجمانی کرتا ہے، انہوں نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے برپا کیا ہے کہ وہ جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے، ہم اس کو بندوں کی بندگی سے نکال کر خدائے واحد کی عبادت کی طرف لائیں، دنیا کی تنگی سے نکال کر اسلام کی وسعت کی طرف لائیں، مذاہب کے ظلم و جور سے نکال کر اسلام کے عدل کی طرف لائیں۔"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب شکایت ملی کہ مصر کے والی عمرو بن العاصؓ نے ایک نصرانی کو مارا ہے تو انہوں نے عمرو بن العاصؓ کو طلب کیا اور کہا: "اے عمرو! تم نے ان کو غلام کب سے بنالیا، ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا ہے۔" (تاریخ الخلفاء للسیوطی، حقوق الانسان فی الاسلام للوافی، ۲۷)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان تعلق اطاعت کا ہے، اس کے نزدیک شریف اور گھٹیا دونوں ہی انسان ہونے میں برابر ہیں۔

(حقوق الانسان فی الاسلام، ڈاکٹر محمد زحیلی: ص ۱۵۴، ۲۷)

امام شافعی کا بیان ہے کہ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے ایک نصرانی کو قتل کر دیا تو حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ قاتل کو مقتول کے ورثہ کے حوالہ کر دیا جائے، چنانچہ اس کو حوالہ کر دیا گیا اور مقتول کے ورثہ نے اس کو قتل کر دیا۔ (الفاروق از مولانا شبلی نعمانی)

فتح بیت المقدس کے موقع پر سلطان صلاح الدین ایوبی نے جس عالی ظرفی اور اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کیا، وہ عیسائی مورخ اسٹینلے لین پول کی زبان سے سننے کے قابل ہے، لین پول لکھتا ہے:

"صلاح الدین نے کبھی اپنے تئیں ایسا عالی ظرف اور باہمت نائٹ ثابت نہیں کیا تھا جیسا کہ اس موقع پر کیا جب یروشلم مسلمانوں کے حوالہ کیا جا رہا تھا، اس کی سپاہ اور معزز افسران ذمہ دار نے جو اس کے تحت تھے، شہر کے گلی کوچوں میں انتظام قائم رکھا، یہ سپاہی اور افسر ہر قسم کی ظلم و زیادتی کو روکتے تھے اور اس کا نتیجہ تھا کہ ایسا کوئی واقعہ جس میں کسی عیسائی کو گزند پہنچا ہو پیش نہ آیا، شہر سے باہر جانے کے کل راستوں پر سلطان کا پہرہ تھا اور ایک نہایت معتبر امیر باب

داؤد پر متعین تھا کہ ہر شہری کو جو زرِ فدیہ ادا کر چکا ہو باہر جانے دے۔"

لین پول آگے لکھتا ہے:

"اب صلاح الدین نے اپنے امیروں سے کہا کہ میرے بھائی نے اپنی طرف سے اور بالیان اور بطریق نے اپنی طرف سے خیرات کی، اب میں اپنی طرف سے بھی خیرات کرتا ہوں اور یہ کہہ کر اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ شہر کے تمام گلی کوچوں میں منادی کردیں کہ تمام بوڑھے آدمی جن کے پاس زرِ فدیہ ادا کرنے کو نہیں ہے، آزاد کیے جاتے ہیں کہ جہاں چاہیں وہ جائیں اور یہ سب باب البعزر سے نکلنے شروع ہوئے اور سورج نکلنے سے سورج ڈوبنے تک ان کی صفیں شہر سے نکلتی رہیں، یہ خیر و خیرات تھی جو صلاح الدین ایوبی نے بے شمار مفلسوں اور غریبوں کے ساتھ کی، غرض اس طرح سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس مغلوب و مفتوح شہر پر اپنا احسان و کرم کیا۔" (تاریخ دعوت و عزیمت از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی: ۲۶۸/۱)

مسلم فاتحین کا اپنی رعایا کے ساتھ معاملہ ہمیشہ رواداری کا رہا اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوا جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہوا، خود ہندوستان میں مسلم حکمرانوں نے بھی یہی روش اختیار کی، غوریوں سے لے کر مغلوں تک سب ہی نے غیر مسلموں کے ساتھ انسانی ہمدردی اور مذہبی رواداری کا معاملہ کیا، مذہبی رواداری کا نمونہ پیش کرنے میں اورنگزیب عالمگیر کی مثال نہیں ملتی، حالانکہ انگریز اور متعصب قلم کاروں نے اورنگزیب کو بہت بدنام کیا ہے اور طرح طرح کے الزامات لگائے ہیں کہ انہوں نے جبراً ہندوؤں کو اسلام میں داخل کیا اور ان کے مندروں کو منہدم کیا، لیکن انصاف پسند مورخین اعتراف کرتے ہیں کہ اورنگزیب عالمگیر نے غیر مسلموں کے ساتھ بہت ہمدردانہ سلوک کیا، مذہبی رواداری برتی اور ہندوؤں کے مندروں کو مالی مدد فراہم کی اور اس کی انتظامیہ میں غیر مسلموں کی ایک تعداد تھی۔

ان کے والد شاہ جہاں تو رواداری کی علامت تھے اور ان کے والد عالمگیر عدل و انصاف میں اتنے مشہور تھے کہ لفظ عادل ان کے نام کا جزو بن گیا، انصاف پسند مورخین نے ان کے عدل و انصاف کا کھل کر اعتراف کیا ہے، اسلام اسی رواداری اور اخلاق کی بدولت دنیا میں پھیلا اور مفتوحہ ملکوں کی غیر مسلم اکثریت مسلم اکثریت میں تبدیل ہوگئی اور مسلم فاتحین کی زبان اختیار کرلی، لیکن اس کے ساتھ غیر مسلموں کی زبانیں بھی اکثر علاقوں میں باقی رہیں، وہ اپنے مذہبی تشخصات، ثقافت اور زبان کے ساتھ رہے، ہندوستان اس کی بہترین مثال ہے، اس لئے کہ اس ملک میں مسلمانوں نے تقریباً آٹھ سو سال تک حکمرانی کی، غیر مسلموں سے روابط قائم کئے، ان کو حکومت میں شریک کیا، ان کے مذہبی امور میں کوئی مداخلت نہیں کی، یہی نہیں بلکہ مسلم حکمرانوں نے ان کے نسلی اور مذہبی امتیاز، مذہبی روایات اور عورتوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک جیسے معاملات میں بھی مداخلت نہیں کی، انہوں نے اپنی رعایا کو ان کے طریقہ پر چھوڑ دیا۔

امت محمدی کی امتیازی صفت، دعوت:

تاریخ میں اسلامی عدل و انصاف کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں، لیکن دشمنوں نے اسلام کی روشن تاریخ کو مسخ کرکے پیش کیا اور عدل و انصاف کی مثالوں کو ظلم و تشدد میں اور رواداری و محبت کو نفرت و عداوت میں تبدیل کردیا۔ آج بھی عالم اسلامی میں دیگر مذاہب کے ساتھ احترام اور مذہبی رواداری کی مثالیں موجود ہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلم ملکوں میں غیر مسلموں کی بڑی تعداد امن و سکون سے رہ رہی ہے، ان کے ساتھ زور و زبردستی اور ظلم و زیادتی نہیں کی جاتی اور نہ ہی انہیں تبدیلی مذہب پر مجبور کیا جاتا ہے، اسی رواداری کا نتیجہ ہے کہ غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد اسلام کے اس مثالی سلوک سے متاثر ہوئی اور اسلام قبول کرلیا۔

ہندوستان سمیت پوری دنیا میں اسلام مسلم داعیوں، مصلحین اور علماء ربانیین کی کوششوں سے پھیلا، جنہوں نے حکام سے دور رہ کر خاموشی سے دعوت کا کام کیا، مستشرقین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ آرنلڈ لکھتا ہے کہ دنیا میں اسلام داعیوں، مصلحین اور صلحا کی کوششوں سے پھیلا، تاتاریوں کا قبولِ اسلام اس کی واضح دلیل ہے۔

تمام زمانوں میں اسلامی تحریکات اور جماعتوں کا امتیاز یہی دعوتی عمل رہا ہے اور یہی امت مسلمہ کا شعار ہے، اس لئے کہ وہ امت دعوت اور امت ہدایت ہے:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ." (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: "تم لوگ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے برپا کی گئی ہے، بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

لیکن افسوس صد افسوس! جس مقدس و مکرم ہستی نے انسانیت کا درس دیا، شرافت انسانی کی حفاظت کی، انسان کی جان و مال کو تحفظ فراہم کیا، مظلوموں کی دستگیری کی، یتیموں کی دلداری کی، عورتوں کے کھوئے ہوئے وقار کو بحال کیا، بے کسوں، مجبوروں، لاچاروں اور محتاجوں کی دادرسی کی، امن و آشتی کا درس دیا، دلوں سے نفرت و عداوت کو ختم کیا

اورالفت ومحبت، رحمت وشفقت اورمودت وملاطفت کا پیغام دیا، اسی کی شان میں گستاخی کی جارہی ہے (فداہ ابی وامی) جبکہ یہی وہ ہستی مبارک ہے جس نے ایسے وقت میں شرافت انسانی کا درس دیا جبکہ دنیا تہذیب و ثقافت سے دور ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی۔

وقت کی اہم ضرورت:

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے سیرت نبوی پر ایک قیمتی ذخیرہ تیار کیا اور سیرت نبوی کا موضوع مسلم مصنفین کا پسندیدہ اور محبوب موضوع رہا ہے، اسی حب رسول اور ذات نبوی سے والہانہ تعلق و شیفتگی کے نتیجہ میں ان کے قلم سے ایسی نادر اور بیش قیمت کتابیں وجود میں آئیں جن سے اہل ایمان کے قلوب عشق رسول کی روشنی سے منور وفروزاں ہوتے ہیں اور ان کے دلوں میں حب رسول کی خاطر سب کچھ قربان کردینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اہانت آمیز کارٹونوں کی اشاعت کے بعد اس جذبہ کا مظاہرہ و مشاہدہ خوب ہوا، پورا عالم اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہانت آمیز خاکوں کے خلاف دیوانہ وار سڑکوں پر نکل آیا، لیکن مسلم مصنفین کی کتابیں مسلمانوں ہی کی زبانوں میں ہیں اور یقیناً ان کتابوں نے حب رسول اور اتباع سنت کے جذبہ کو خوب فروغ دیا، اسی طرح نعتیہ قصائد نے بھی مسلمانوں میں شوق وسرور اور عقیدت کے جذبات کو اور جلا بخشی ہے، لیکن یورپ کے نظریہ کو ان کتابوں کے ذریعہ نہیں بدلا جاسکتا بلکہ یورپ کے تصورات کو اسی کی زبانوں میں سیرت پر لٹریچر پیش کرنے سے بدلا جاسکتا ہے، بعض اخباری رپورٹوں کے مطابق کارٹونوں کے خلاف رد عمل کے اثر سے یورپ میں سیرت نبوی کے متعلق کتابوں کی مانگ اتنی بڑھی کہ اس کو پورا کرنا مشکل ہوگیا ہے لیکن افسوس یوروپین زبانوں میں سیرت کا مواد کمیاب ہے۔

اس وقت عالم اسلام میں مختلف اسلامک سینٹرز، اکیڈمیز، مسلم ادارے اور اسلامی مراکز ہیں جو بحسن وخوبی دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، یقیناً یہ انتہائی اہم اور مبارک فریضہ ہے، اس کے ذریعہ ہزاروں لوگ راہ یاب ہو رہے ہیں، لیکن اسلام اور سیرت نبوی کو علمی وفکری انداز میں پیش کرنا بھی وقت کا اہم فریضہ اور مسلمانوں کی اولین ذمہ داری ہے جو کسی طرح بھی دعوتی فریضہ سے کم اہمیت کی حامل نہیں بلکہ تقریباً دونوں کی حیثیت یکساں ہی ہے، حالات کا تقاضا ہے کہ اسلامی نظام زندگی کی اہمیت وافادیت اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابناک حقیقی زندگی کو اہل یورپ کے سامنے علمی و عصری انداز میں پیش کیا جائے۔ علامہ یوسف قرضاوی صاحب نے بھی اس پہلو پر مسلم اہل قلم کی توجہ مبذول کرائی ہے، انہوں نے کہا: ’’سیرت نبوی کی تدوین یورپ کی زبانوں میں ہوئی چاہئے، سیرت نگاری کے میدان میں یہ ایک خلا ہے اسے پُر کیا جانا چاہئے۔‘‘

اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے انہوں نے عملی نمونہ پیش کیا کہ انٹرنیٹ پر سیرت نبوی سے متعلق ایک ویب سائٹ شروع کردی، چنانچہ اسلامی اداروں کی اولین ذمہ داری ہے کہ تاریخ اسلام اور سیرت نبوی کے موضوع پر علمی انداز میں ایسی کتابیں تصنیف کریں جن میں ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کئے جانے والے تمام اعتراضات کا تشفی بخش اور قابل اطمینان جواب ہو، اسی کے ساتھ حالات اور یورپی مزاج ومذاق کا بھی بھرپور خیال رکھا گیا ہو، اس لئے کہ اس قسم کے شکوک وشبہات صرف غیر مسلموں کے ذہنوں ہی میں نہیں پائے جاتے بلکہ یورپ کی نئی نسل اور مغربی تعلیم یافتہ مسلم طبقہ کے ذہنوں میں بھی یورپ کے گمراہ کن باطل نظریات کی وجہ سے نت نئے شکوک وشبہات نے جگہ بنالی ہے۔ ارباب علم وفضل اور اصحاب اختصاص کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مشن کا بیڑا اٹھائیں اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ اسلام کو زمانہ کے مزاج ومذاق کے مطابق پیش کریں، کیونکہ اسی طریقہ سے شکوک و شبہات کو دور اور سیرت رسول کے پیغام کو پیش کیا جاسکتا ہے اور یہ وقت کا ایک اہم اسلامی فریضہ ہے جس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔

☆☆..............☆☆

واں بھچراں میں ختم نبوت کانفرنس

خوشاب، میانوالی (مولانا محمد نعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت واں بھچراں یونٹ میانوالی کے زیراہتمام جامع مسجد مدرسہ تعلیم الاسلام بلالیہ میں سیرت النبی اور ختم نبوت کے عنوان پر ۱۵ ربیع الاول ۱۵ دسمبر بعد نماز عشاء اجتماع منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مفتی قربان علی نے کی۔ اجتماع سے استاذ العلماء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، محمد نعیم مبلغ ختم نبوت نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف شعبوں پر روشنی ڈالی۔ جلسہ میں کثیر تعداد میں علماء کرام اور عوام نے شرکت کی۔ مولانا شجاع آبادی کا رات کا قیام وآرام جامعہ علوم شرعیہ جوہرآباد میں مولانا عبدالجبار مدظلہ کے پاس رہا۔

رجانہ ضلع ٹوبہ میں خطبۂ جمعہ

ٹوبہ ٹیک سنگھ (مولانا محمد خبیب) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے قاری ناصر عمران کی دعوت پر ۱۶ دسمبر ۲۰۱۶ء کو جامع مسجد امدادالعلوم رجانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا، جبکہ بندہ نے قریب ہی ایک اور مسجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا۔ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مبلغین ختم نبوت نے کہا کہ زندگی کے آخری دن اور خون کے آخری قطرہ تک قادیانیت کا تعاقب جاری رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں سے ہماری ذاتی لڑائی نہیں قادیانی آج اسلام قبول کرلیں تو ہم انہیں سینے سے لگانے کے لئے تیار ہیں۔

برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

مولانا محمد ازہر

انسانی حقوق کی تنظیم نے شام میں جاری خانہ جنگی سے متعلق جو رپورٹ شائع کی ہے، اس کے مطابق ۲۰۱۱ء سے جاری خونریز جنگ میں اب تک تین لاکھ بارہ ہزار شامی مارے گئے ہیں اور اڑتالیس لاکھ شہری پناہ گزینی اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں، درندگی کا یہ کھیل زور و شور سے جاری ہے۔ موجودہ شامی حکمران بشار الاسد کا والد حافظ الاسد بھی ایک ظالم مطلق العنان اور اسلام دشمن شخص تھا، جس نے اپنے دور حکومت میں اسلام پسندوں اور دینی جماعتوں کو ظلم کا نشانہ بنائے رکھا، مگر اس کا بیٹا اور موجودہ شامی حکمران بشار الاسد ظلم و سفاکیت میں اپنے باپ سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔ ظالم اور سفاک سرکاری افواج نے گزشتہ ماہ شام کے شہر حلب میں نہتے شہریوں پر بم برسا کر ظلم و ستم کی تاریخ میں ایک اور سیاہ باب کا اضافہ کیا ہے معصوم شہریوں پر بمباری، ٹینکوں سے گولہ باری اور بکتر بند گاڑیوں سے آتش بازی کے نتیجے میں سینکڑوں کئی منزلہ عمارتیں ملبہ کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ ہزاروں اہل السنۃ والجماعت مسلمان اپنی متاع جان قربان کر چکے ہیں اور ہزاروں موت و حیات کی کشمکش سے گزر رہے ہیں، جو زندہ ہیں وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کی عصمتیں تار تار ہوتے دیکھ کر موت سے بھی زیادہ اذیت سے دوچار ہیں، وہاں کے ایک ستم رسیدہ شخص نے دنیا کے علماء سے یہ فتویٰ پوچھا ہے کہ:

”ایران، حزب اللہ اور بشار کے جابر و قاہر اور فاسق و فاجر فوجی ہمارے گھروں میں گھس کر زبردستی ہماری بیٹیوں کی عصمت ریزی کر رہے ہیں اور ہم بے بس ہیں، کیا اس ننگ و عار سے بچنے کے لئے یہ جائز ہوگا کہ ہم خود ہی ان عصمت مآب بیٹیوں کو گولی مار دیں؟“

کس قدر بے بسی، مظلومیت اور مسلمانوں کے خون و عزت کی ارزانی ہے، ہر طرف موت کی بھیانک آندھی چل رہی ہے اور دنیا تماشا دیکھ رہی ہے ہسپتالوں میں دوائیں نہیں، بے ہوشی کی دوا کے بغیر ڈاکٹر آپریشن کرنے پر مجبور ہیں۔ اس خطرناک و دردناک صورت حال میں ہر ملک نے اپنی بقا کو سامنے رکھا ہوا ہے۔ کسی ملک نے شامی افواج کی اس سفاکیت کو روکنے اور معصوم شہریوں کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کے لئے کوئی قابل ذکر قدم نہیں اٹھایا۔ امریکا، برطانیہ اور فرانس جیسی بڑی طاقتیں نہ صرف خاموش بلکہ خوش ہیں، کیونکہ اپنے سیاسی مفادات کے لئے عالم عرب میں عدم استحکام پیدا کرنا ان کی پالیسی کا حصہ ہے۔

لیکن افسوس صد افسوس! عالم عرب اور عالم اسلام کے نااہل، بے شعور اور کم حوصلہ حکمرانوں پر کہ انہوں نے شام کے مظلوموں کی دادرسی اور انہیں ظلم سے نجات دلانے میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ آرام طلب، عیش کوش حکمرانوں کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ شام کے جابر و قاہر حکمران اور روس

وضاحت

روزنامہ اسلام کراچی مورخہ ۲۷، ۲۸ جنوری ۲۰۱۷ء کے صفحہ اول پر اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے چندہ کی اپیل کے اشتہارات شائع کئے گئے جن میں بغیر اجازت و مشاورت ”اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت“ کا نام درج کیا گیا، اس پر اکابر ختم نبوت نے اپنی شدید تشویش کا اظہار کیا تو روزنامہ اسلام کراچی نے ۲۹ جنوری کو درج ذیل الفاظ میں اعتذار شائع کیا، قارئین نوٹ فرمالیں:

”اعتذار

گزشتہ کل خبیب فاؤنڈیشن کے حوالے سے چھپنے والے اشتہار میں ختم نبوت کے اکابر کی طرف سے اپیل غلط طور پر شائع ہوگئی ہے۔ اس پر ہم اکابرین ختم نبوت اور ان تمام حضرات سے جن کو کسی قسم کی زحمت ہوئی معذرت خواہ ہیں۔“

کے شہ پر طاقت کے نشے میں بدمست بشار الاسد کو للکار کر کہتے کہ: اگر اس نے مظلوم و نہتے شہریوں پر ظلم و ستم کا سلسلہ بند نہ کیا تو وہ جوابی کارروائی کے لئے تیار رہے، عربوں سمیت تمام مسلمان حکمران ہوس رانی اور عیش کوشی میں مگن ہیں اور خاموشی کے ساتھ یہ تماشا دیکھ رہے ہیں، حالانکہ عالم اسلام کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ طاقت بخشی ہے، بے شمار قدرتی وسائل سے نوازا ہے ایسے وسائل کہ جن کے سامنے بڑی بڑی طاقتیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہیں اس کے باوجود عالم اسلام ظالم حکومت سے شام کے شہریوں کو چھٹکارا نہیں دلا سکا۔ عالم اسلام کی اس بے حسی اور بیدردی کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ دُکھ کا احساس کرنے والا دل مرچکا ہے اور اشکبار ہونے والی آنکھیں خشک ہوچکی ہیں۔

شام کے ظالم حکمران کو اس ظلم میں سب سے زیادہ مدد اور طاقت ایرانی حکومت نے مہیا کی ہے، ایران کا یہ وہ جرم ہے جسے تاریخ معاف نہیں کرسکے گی۔ حلب میں نہتے شہریوں پر قیامت ڈھانے اور حلب کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے بعد بھی ایران کے جذبۂ انتقام اور مسلم کشی کی آگ سرد نہیں ہوئی۔ حال ہی میں شام کے ذرائع ابلاغ نے ایرانی پاسدارانِ انقلاب کے ایک سینئر جنرل جواد غفاری کا بیان شائع کیا ہے کہ مشرقی حلب میں کسی شخص کو زندہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں اور حلب میں محصور تمام افراد کو اجتماعی طور پر موت کے گھاٹ اتار دینا چاہئے، جنرل غفاری حلب سے عام شہریوں کی نقل مکانی کا بھی مخالف ہے تاکہ کوئی مظلوم جان بچا کر نہ جاسکے۔

حالانکہ ایران کے بے شمار مجتہد علماء الجزیرہ ٹی وی پر یہ بیان دے چکے ہیں کہ شام کے سلسلہ میں ایرانی حکومت کا موقف امام حسین رضی اللہ عنہ کی روح جہاد کے منافی ہے، یہ یزید کی پیروی اور ہم نوائی ہے اسلام نے ظلم کے خلاف کھڑا ہونا سکھایا ہے جس کی ابتدا واقعہ کربلا سے ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حلب کی جنگ میں بشار، ایران اور روس کے ہاتھوں جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے وہ انسانیت کا قتل ہے اور اس سے پوری انسانیت شرمسار ہے۔

شام کی تاریخ بہت قدیم ہے ارضِ شام اور اہل شام کا اسلام اور مسلمانوں سے گہرا تعلق رہا ہے اس سرزمین پر اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔ احادیث میں شام کا تذکرہ بطور مدح کے آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اذا ھلک اھل الشام فلا خیر فی امتی'' دوسری روایت میں ہے: ''اذا فسد اھل الشام فلا خیر فیکم۔'' (سنن ترمذی)

یعنی جب اہل شام تباہی کا شکار ہو جائیں گے تو تم میں کوئی خیر باقی نہیں رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سرزمین اور اس کے مکینوں سے بہت محبت تھی یہی وہ مقدس ملک ہے جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پہلا تجارتی سفر فرمایا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ارضِ شام اور اہلِ شام سے امت مسلمہ کا مستقبل وابستہ ہے، عالم اسلام کو بیدار کرنے اور اسے اس کی ذمہ داری کا احساس دلانے کے لئے بہت کم علماء نے زبان کھولی ہے اکثر کے لبوں پر مہر سکوت طاری رہی۔ عالم اسلام کے دینی راہنماؤں اور مسلم تنظیموں کا یہ دینی فریضہ ہے کہ وہ اپنی حکومتوں کو شامی مظالم کے خلاف لب کشائی اور عملی اقدامات کے لئے مجبور کریں۔ ☆☆

عصری اداروں کی تشویشناک حالت زار

اخباری اطلاعات کے مطابق سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے داخلہ کو ملک میں منشیات کے حوالے سے بریفنگ میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان کے اسکولوں اور کالجوں میں منشیات کا استعمال بڑھتا جارہا ہے اور امیر گھرانوں کے زیادہ تر بچے مہنگے نشے کی عادت میں مبتلا ہیں، اس رپورٹ میں اسلام آباد کے اسکولوں کے حوالے سے بطور خاص انکشاف کیا گیا ہے کہ ان میں ۵۳ فیصد بچے منشیات کے عادی ہیں اور اسکولوں کے باہر مختلف قسم کی اشیائے خورد و نوش فروخت کرنے والے ٹھیلے بھی اس دھندے کو فروغ دینے میں ملوث پائے گئے ہیں۔ یہ خبر انتہائی تشویشناک ہے کہ قوم کے مستقبل کے معمار تعلیمی اداروں میں تعلیم و تربیت کی بجائے اپنے جسم میں زہر داخل کر کے اپنی زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔ حکومت اس معاملہ میں شاید کچھ نہ کرے مگر ہم میں سے ہر فرد کو اپنی اولاد کی فکر کرنی پڑے گی۔ بچوں کی تمام تر سرگرمیوں پر نظر رکھیں۔ والدین، اساتذہ اور تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کو اس بارے میں مکمل آگاہ رہنا چاہئے۔ اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے ایسے ہی تعلیمی اداروں کے بارے میں کہا تھا: ''افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی''

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

کی جدوجہد کے مختلف پہلو

مولانا زاہد الراشدی

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود دامت برکاتہم سے گزشتہ روز کافی عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی، محمود کالونی شاہدرہ لاہور میں ان کے قائم کردہ دینی مرکز جامعہ ملیہ کا سالانہ اجتماع تھا۔ مولانا قاری جمیل الرحمان اختر، مفتی محمد سفیان قصوری، حافظ محمد زبیر جمیل اور حافظ شفقت اللہ کے ہمراہ میں بھی اس میں شریک ہوا۔ حضرت علامہ صاحب کے ساتھ مختلف مسائل پر گفتگو ہوئی اور یہ دیکھ کر اطمینان اور خوشی کی کیفیت محسوس ہوئی کہ علالت، ضعف اور کبرسنی کے باوجود علامہ صاحب علمی اور عملی دونوں حوالوں سے بحمد اللہ تعالیٰ مستعد و متحرک ہیں۔ یہ حضرت علامہ صاحب کا حسن ذوق ہے کہ وہ جامعہ ملیہ کے سالانہ اجتماع کو کسی نہ کسی بزرگ کے نام سے موسوم کرتے ہیں جس سے آج کے علماء کرام کو اپنے بزرگوں میں سے کسی شخصیت کی خدمات اور جدوجہد سے تعارف کا موقع مل جاتا ہے۔ اس سال یہ سالانہ اجتماع حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حوالہ سے تھا جس میں متعدد بزرگوں نے حضرت تھانویؒ کی زندگی اور جدوجہد کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ کرکے ان کے ساتھ اپنی نسبت اور عقیدت کا اظہار کیا۔ حضرت علامہ صاحب مدظلہ کے حکم پر میں نے بھی کچھ گزارشات پیش کیں جن کا خلاصہ نذر قارئین ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ کسی بھی شخصیت کی خدمات اور جدوجہد کا صحیح طور پر تعارف حاصل کرنے کے لیے ان حالات اور ماحول کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے جس ماحول میں اس بزرگ شخصیت نے جدوجہد کی ہے اور جن حالات میں انہیں کام کرنا پڑا ہے۔ حضرت تھانویؒ کو 1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی ناکامی اور برطانوی استعمار کے مکمل تسلط کے تناظر میں دیکھا جائے تو صورتحال کا نقشہ کچھ اس طرح سامنے آتا ہے کہ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد اس خطہ کے مسلمان اپنا سب کچھ کھو کر نئے سرے سے معاشرتی زندگی کا آغاز کر رہے تھے۔ صدیوں اس خطہ پر حکومت کرنے کے بعد مسلمانوں کا سیاسی نظام ختم ہو چکا تھا، عدالتی اور انتظامی سسٹم ان کے ہاتھ سے نکل گیا تھا، عسکری قوت اور شان و شوکت سے وہ محروم ہو چکے تھے، اور ان کا علمی و تہذیبی ڈھانچہ بھی شکست و ریخت سے دوچار تھا۔ حضرت تھانویؒ کا میدان کار چونکہ علمی، فکری اور تہذیبی تھا اس لیے ان کی جدوجہد اور خدمات کو اسی دائرے میں دیکھا جا سکتا ہے۔

1857ء سے قبل اس خطہ کے مسلمانوں کے دینی اور معاشرتی ڈھانچے کی بنیاد چار چیزوں پر تھی:

(۱) قرآن کریم

(۲) حدیث وسنت

(۳) فقہ حنفی اور

(۴) سلوک واحسان۔

مسلمانوں کے معاملات انہی حوالوں سے طے پاتے تھے اور یہی اصول اس وقت کی اسلامی معاشرت کی بنیادوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ مگر 1857ء کے بعد جب سب کچھ پامال ہو گیا تو مسلم معاشرت کی یہ چاروں بنیادیں بھی خطرات سے دوچار ہوئیں اور نئے معاشرتی ڈھانچے کی تشکیل میں ان بنیادوں کو کمزور کرنے کی مہم شروع ہو گئی۔ قرآن کریم کا براہ راست انکار تو ممکن نہیں تھا مگر اس حوالہ سے یہ تبدیلی ضرور سامنے آئی کہ قرآن کریم کی جو تعبیر و تشریح صحابہ کرامؓ کے دور سے اب تک اجماعی تعامل و توارث کی صورت میں چلی آرہی تھی اسے ماضی کا حصہ قرار دے کر قرآن کریم کی نئی تعبیر و تشریح کا نعرہ لگا دیا گیا اور کہا گیا کہ اب قرآن کریم اور اس کے احکام و قوانین کی تعبیر و تشریح ماضی کے مسلمہ اصولوں کی بجائے عقل، سائنس اور کامن سینس کے حوالہ سے ہوگی۔ اس کے ساتھ حدیث وسنت کی ضرورت سے ہی انکار کر دیا گیا، فقہ کو ماضی کے جمود کی علامت قرار دے کر راستے سے ہٹانے کی کوششیں شروع ہو گئیں، اور سلوک و احسان کو قرآن وسنت سے الگ بلکہ اس کے متوازی فلسفہ کے طور پر متعارف کرانے کی باتیں ہونے لگیں۔ جبکہ عمومی معاشرت میں مغربی طور طریقوں کی پیروی کو وقت کی ضرورت قرار دیا جانے لگا، حتیٰ کہ ماضی کی علمی و تہذیبی بنیادوں کی نفی یا کم از کم انہیں سابقہ عرف و تعامل کی پٹڑی سے اتار دینے کی اس تگ و دو کے بعد نبوت کا منصب بھی مجوزہ تبدیلیوں کی زد میں آگیا اور نئی نبوت کی ضرورت کا کھڑاگ رچانا ضروری سمجھا گیا۔

اس ماحول میں سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ مسلمانوں کے معاشرتی ماحول کو ماضی کی ان اقدار بلکہ بنیادوں سے کاٹ دینے کی اس مہم کا مقابلہ کیا جائے اور ماضی کے علمی، دینی، معاشرتی، فکری اور روحانی تسلسل کو ہر حالت میں باقی رکھا جائے۔ اس مقصد کے لیے علماء حق کا ایک پورا گروہ اور قافلہ میدان میں اترا جس نے صبر آزما جدوجہد کے ساتھ

حال اور مستقبل کو ماضی سے کاٹ دینے کی اس مہم کو ناکام بنا دیا۔ ان میں حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کی محنت اور تگ و دو ہمیں اس لحاظ سے ممتاز اور نمایاں نظر آتی ہے کہ انہوں نے احکام القرآن کو مستقل طور پر موضوع بحث بنایا اور اپنی نگرانی میں قرآنی احکام کو علمی وفقہی بنیاد پر از سر نو مرتب کرا کے امام ابوبکر جصاصؒ اور امام ابن العربیؒ کی یاد پھر سے تازہ کردی۔

حدیث وسنت کی ضرورت واہمیت کو دلائل کے ساتھ واضح کیا اور اپنے مایۂ ناز شاگرد حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سے "اعلاء السنن" کے عنوان سے ضروریات زمانہ کے مطابق احادیث نبویہ کا وقیع ذخیرہ از سر نو مرتب کرا کے علماء کی راہنمائی کی۔

اپنی معرکۃ الآراء تفسیر "بیان القرآن" میں سلوک واحسان کے مسائل کو قرآنی آیات سے مستنبط کر کے یہ واضح کیا کہ سلوک واحسان کوئی باہر سے آنے والی چیز نہیں بلکہ اس کی علمی جڑیں قرآن کریم میں ہی پیوست ہیں۔

عمومی معاشرت کی اصلاح اور مسلمانوں کے خاندانی ماحول کو دینی احکام پر باقی رکھتے ہوئے اسے انگریز اور ہندو تہذیب کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے "بہشتی زیور" جیسی کتاب لکھی جو مسلمانوں کے گھریلو ماحول میں دین کے ساتھ وابستگی کا ایک بڑا ذریعہ ثابت ہوئی اور خاص طور پر خواتین کو دینی احکام سے آگاہ کرنے کے لیے ایک معاشرتی تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔

مختلف عقائد کی غلط تعبیر وتشریح اور مروجہ رسوم و بدعات کو مستقل طور پر موضوع بحث بنا کر سنت نبوی کی پیروی کا ذوق بیدار کیا۔

سلوک واحسان کے ماحول کو خانقاہی حوالہ سے نہ صرف قائم رکھا بلکہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی اصلاح کر کے خارجی اثرات سے اسے پاک کیا اور ہزاروں علماء کرام اور مسلمانوں کو اس کی عملی تربیت فراہم کی۔

حضرت تھانویؒ کی جدوجہد کے یہ چند زاویے ہیں جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ 1857ء کے بعد کے معاشرتی ماحول کا تسلسل اس سے قبل کے ماضی کے ساتھ قائم رکھنے میں اکابر علماء حق بالخصوص حضرت تھانویؒ کی تگ و دو کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا جائے اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی مسلسل محنت کی جائے۔

☆☆..........☆☆

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی بنوں آمد

بنوں (مولانا عبدالحسیب منجل) ۱۰ر جنوری ۲۰۱۷ء بروز منگل بوقت ظہر ۳ بجے خواجہ خواجگان صاحبزادہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب جامع مسجد حافظ جی بنوں تشریف لائے، جہاں مہتمم جامع مسجد حافظ جی حاجی محمد ایاز خان، ضلعی نائب امیر مولانا شمس الحق حقانی، مولانا عبدالحسیب منجل، مولانا محمد سلمان فارسی، مولانا قاری زبیداللہ، مولانا قاری عبدالستار ڈومیل، مولانا مفتی عبدالغنی اشرفی ککی، کے علاوہ اراکین ختم نبوت بنوں نے پرتپاک انداز سے استقبال کیا، عصر کی نماز سے متصل حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب مدظلہ نے پہلے سے موجود سینکڑوں شائقین بیعت کو بیعت کیا۔ اس کے بعد اختتامی دعا فرمائی۔ یاد رہے کہ اس سے پہلے یکم دسمبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات ایک روزہ بنوں دورے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کے مرکزی رہنما وناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شجاع آبادی تشریف لائے تھے شیڈول کے مطابق پہلے مرکز علوم ختم نبوت گرم پل بنوں تشریف لائے۔ جہاں ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی، ناظم ضلعی دفتر مجلس مولانا عبدالحسیب منجل، رکن مجلس عمومی مولانا مفتی عبدالغنی اشرفی ککی، معاون نشر و اشاعت مجلس مولانا محمد سلمان فارسی نے ان کا استقبال کیا۔ انہوں نے وہاں پر پہلے سے موجود صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ پوری دنیا میں قادیانیت کو ریورس گیئر لگ چکا ہے، ہر روز کئی ایک قادیانی اسلام قبول کر رہے ہیں، ان شاء اللہ العزیز وہ دن دور نہیں جب پوری دنیا سے قادیانیت کا وجود ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنے پروپیگنڈے اور مسلمانوں کے تعاون سے زندہ ہیں مسلمان اگر قادیانیوں کا عمرانی اور اقتصادی بائیکاٹ کر دیں تو قادیانیت حرف غلط کی طرح مٹ جائے، انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ عالمی مجلس کی ہر تین سال کے بعد ممبر سازی اور جماعتوں کی تشکیل ہوتی ہے گزشتہ کئی سالوں سے بنوں میں مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی کی قیادت میں مجلس یونین کونسلوں کی سطح تک ترقی کے کر رہی ہے جسے صوبائی جماعت کی مکمل حمایت حاصل ہے انہوں نے کہا کہ بنوں میں مفتی عظمت اللہ سعدی کے علاوہ کوئی امیر مقرر نہیں کیا گیا ہے، انہوں نے مرکز علوم ختم نبوت نزد گرم پل بنوں کا معائنہ کرتے ہوئے اراکین مجلس کو خراج تحسین پیش کیا اور تعمیراتی کام کے لئے دعا کرتے ہوئے پرنٹ میڈیا کے ذریعے سے تمام مسلمانوں سے عموماً اور جمعیت علماء اسلام ضلع بنوں سے خصوصاً مکمل تعاون کی اپیل کی، اس کے بعد ظہر کو مرکزی جامع مسجد گڑھی شیر احمد خان میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت ملک اور ملت کے لئے ایک ناسور ہے یہ لوگ بڑی چالاکی سے سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانی بنا رہے ہیں ان کی شاطرانہ چالوں سے مسلمانوں کو آگاہ ہونا چاہئے، اس کے بعد عشاء کو مرکزی جامع مسجد کوثر فتح خیل میں لوگوں کے جم غفیر سے خطاب کیا انہوں نے کہا کہ آج پوری دنیا کی نظریں ناموس رسالت کے قانون پر ہے یہ لوگ اس قانون کو ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن مسلمان قوم کبھی بھی اپنے آقا ومدار صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتی انہوں نے اپنے خطاب میں تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ قادیانیوں کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا امتی ہونے کا ثبوت دیں۔

مولانا شجاع آبادی دوروزہ تبلیغی دورہ پر

گجرات (مولانا محمد قاسم سیوطی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دوروزہ تبلیغی دورہ پر ۱۹؍دسمبر ۲۰۱۶ء کو تشریف لائے۔ صبح ۱۱ بجے لالہ موسیٰ میں ضلعی مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ آپ نے بعد نماز ظہر دارالعلوم سیوال میں بنین وبنات سے خطاب فرمایا۔ دارالعلوم کے مہتمم مولانا عاصم اقبال ہیں جو متحرک اور فعال عالم دین ہیں۔ آپ سیوال میں تین مقامات پر دارالعلوم کی شاخیں قائم کر چکے ہیں، بہت ہی باصلاحیت نوجوان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جوانی میں برکت عطا فرمائیں اور تمام اداروں کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائیں۔ آمین۔

ناگڑیاں میں: امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے آبائی گاؤں ناگڑیاں میں جامعہ معمورہ جو مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ترقی کی منازل طے کر رہا ہے رات کا قیام و آرام جامعہ معمورہ میں رہا۔ ۲۰؍دسمبر صبح کی نماز کے بعد استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ناگڑیاں کی جامع مسجد میں مولانا قاری ضیاء اللہ ہاشمی کی دعوت پر درس دیا۔

ساکہ میں بنات سے خطاب: مولانا قاری الیاس احمد نے ساکہ میں جامعہ العلوم فاروقیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا ہوا ہے جو ناموافق حالات کے باوجود تشنگانِ علوم کی خدمت کر رہا ہے۔ قاری الیاس احمد کی دعوت پر استاذ محترم نے ظہر کی نماز سے قبل تقریباً ایک گھنٹہ اصلاحی بیان فرمایا اور بنات اسلام کو قادیانیت کے فتنہ سے بھی آگاہ فرمایا۔ بیان مسجد میں ہوا جس میں بنین کے علاوہ چند حضرات بھی شریک ہوئے۔

دولت نگر میں نماز عصر: مولانا عمر فاروق کی دعوت پر استاذ محترم جامع مسجد خلفائے راشدین میں دعا کے لئے تشریف لے گئے، دعا فرمائی اور جماعتی رفقاء سے ملاقات کی۔

چھوکر خورد میں خطاب: چھوکر خورد کی جامع مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا تلاوت و نعت کے بعد استاذ جی کا خطاب ہوا۔ نعت حاکم علی چاریاری نے پڑھی۔ چھوکر خورد کا مدرسہ دو سو سال سے خدمات سرانجام دے رہا ہے، جس سے ہزاروں طلبا نے علوم ربانیہ کی فیوض و برکات حاصل کیں۔ جلسہ کا انتظامیہ مولانا قاری محمد طیب، مولانا محمد یوسف نے کیا۔ جلسہ میں سینکڑوں حضرات و خواتین نے شرکت کی۔ استاذ محترم نے مدرسہ کے بانیان اور انتظامیہ کے لئے مغفرت اور خیر و برکت کی دعا کی۔

گھارو میں ختم نبوت پروگرامز

کراچی.... (مولانا عبدالحئی مطمئن) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد اور مفتی ارشاد اللہ عباسی کی معیت میں گزشتہ دنوں ضلع ٹھٹھہ کی تحصیل گھارو شہر میں ختم نبوت پروگرامز کے سلسلہ میں جانا ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد مدینہ گھارو نمبر ۱ میں مسجد کے امام وخطیب مولانا عبدالحفیظ چانڈیو کی دعوت پر جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا۔ اس مسجد کے سرپرست مولانا شکیل احمد چانڈیو ہیں۔ راقم الحروف کا بیان گھارو شہر کے مین بس اسٹاپ پر واقع جامع مسجد بلال میں طے ہوا تھا، جس کے امام وخطیب مولانا ندیم احمد ہیں جبکہ مفتی ارشاد اللہ عباسی نے جامع مسجد مدینہ گھارو نمبر ۲ میں مسجد کے امام مولانا محمد افضل اور خطیب قاری حافظ عبدالخالق کی اجازت ومشاورت سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر زوردار بیان کیا۔ راقم نے اپنے بیان میں درود شریف کی فضیلت، اجر وثواب اور برکات پر مفصل گفتگو کی۔

مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدہ ختم نبوت بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب مسلمانوں کا ایمان یقین اور عقیدہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، رسول اور پیغمبر ہیں، آپؐ کے بعد قیامت تک کسی قسم کا کوئی اور نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا اسے عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے اور اس کے ماننے والے مسلمان نہیں ہیں۔ ہندوستان کے قصبہ قادیان میں غالباً ۱۸۴۰ء کو پیدا ہونے والے مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء کے بعد بہت سارے جھوٹے اور کفریہ دعوے کئے جن میں دعویٰ نبوت بھی شامل ہے۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے قادیانی اور مرزائی مسلمان نہیں ہیں۔ یہ دین اسلام کا بھی فیصلہ ہے اور ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کے مطابق پاکستان کی پارلیمنٹ کے ممبران کا بھی متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزائی مسلمان نہیں ہیں۔ قادیانی اپنے آپ کو مرزائی اور قادیانی نہیں کہتے بلکہ احمدی کہتے ہیں، یہ سراسر دھوکا اور فریب ہے، کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی محمد اور احمد بھی ہے۔ قادیانی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی ہیں وہ مرزا قادیانی پر ایمان لانے والے ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ بیان کے آخر میں قاضی صاحب نے سامعین سے اپیل کی کہ قادیانی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ کیونکہ ان مصنوعات کا منافع مسلم نوجوانوں کو گمراہ کرنے میں خرچ کیا جاتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت سے متعلق مکمل آگاہی حاصل کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر سے رابطہ رکھنا چاہئے۔

مولانا شجاع آبادی سرگودھا کے تبلیغی دورہ پر

سرگودھا (مولانا امجد علی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سرگودھا کے تین روزہ تبلیغی دورہ کا آغاز ۱۲ر جنوری کو بھلوال سے کیا۔ آپ نے عصر کی نماز مدنی مسجد میں پڑھی اور جمعیت علماء اسلام کے صوبائی راہنما مولانا یعقوب احسن مدظلہ سے ملاقات کی اور بھلوال میں مجلس کے یونٹ کی کارکردگی کو سراہا۔

ختم نبوت کورس میں شرکت: جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور کے خطیب مولانا محبوب الحسن طاہر نے اپنے آبائی علاقہ میں مجلس کا یونٹ قائم کیا جو ہر پندرہ دن کے بعد کسی نہ کسی محلہ میں مسجد یا کسی کارکن کے گھر اجتماع منعقد کرتا ہے۔ مقامی جماعت نے ۱۲ تا ۱۴ر جنوری کو ختم نبوت کورس منعقد کیا۔

۱۲ر جنوری کو لاہور مجلس کے ناظم تبلیغ مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا علیم الدین شاکر نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر لیکچر دیے۔

۱۳ر جنوری کو مولانا عبدالعزیز نے حیات عیسیٰ علیہ السلام اور استاذ المناظرین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اوصاف نبوت پر لیکچر دیے۔

۱۴ر جنوری کو بابائے تحریک ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کے عشق رسالت اور تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کے خلاف قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں پر جبکہ مولانا نور محمد ہزاروی اور مولانا یعقوب احسن کے بھی خطابات ہوئے۔ کورس میں تاجروں، ملازمین اور شہریوں نے اپنے علماء کرام کی سرپرستی میں شرکت کی۔

خطبہ جمعہ: ۱۳ر جنوری جمعۃ المبارک کا خطبہ استاذ محترم نے مدینہ ٹاؤن کی جامع مسجد فاطمہ میں ارشاد فرمایا۔ جس میں مدینہ ٹاؤن کے باسیوں نے دلچسپی کے ساتھ شرکت کی اور استاذ محترم کا خطاب سنا۔ استاذ محترم نے قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ سے متعلق سامعین سے عہد لیا۔

جامع مسجد ۲۳ بلاک میں درس: مغرب کی نماز کے بعد مولانا شجاع آبادی نے ۲۳ بلاک کی جامع مسجد میں درس دیا۔ یہ مسجد وہ ہے، جہاں قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے جانشین حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ المعروف حضرت سرگودھویؒ نماز پڑھا کرتے تھے۔ استاذ محترم نے تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں حضرت رائے پوریؒ کی خدمات پر روشنی ڈالی اور حضرت سرگودھویؒ کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا (حضرت سرگودھویؒ سے متعلق علیحدہ ملاحظہ فرمائیں)۔

جامع مسجد حیدر آباد ٹاؤن میں کورس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد ٹاؤن سرگودھا نے ۱۳ر جنوری کو کورس رکھا جس میں مغرب سے عشاء تک تلاوت ونعت کے بعد مقامی امیر مولانا نور محمد ہزاروی نے ”حیات عیسیٰ علیہ السلام، قرآن وسنت کی روشنی میں“ کے عنوان پر لیکچر دیا جبکہ مولانا شجاع آبادی نے اوصاف نبوت پر عوامی لیکچر دیا۔ یہ کورس مولانا مفتی محمد افضل کی نگرانی میں منعقد ہوا۔

جامع مسجد لکڑی منڈی میں خطاب: استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ نے ۱۴ر جنوری صبح کی نماز کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ملحقہ مسجد میں ”انی لی اسما“ کے عنوان پر درس دیا، جس میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ ناموں سے ختم نبوت کا اثبات کیا۔

جامعہ مفتاح العلوم میں خطاب: سوا گیارہ سے بارہ بجے دوپہر تک مولانا شجاع آبادی نے جامعہ مفتاح العلوم کے طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب فرمایا۔ جامعہ میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ مولانا مفتی طاہر مسعود مدظلہ کے اہتمام میں جامعہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ مولانا مفتی طاہر مسعود سرگودھا مجلس کے سرپرست اور جامعہ کے استاذ مولانا نور محمد ہزاروی امیر ہیں، خطاب کے بعد اساتذہ کرام کے ساتھ ایک مجلس منعقد ہوئی۔

دارالعلوم سرگودھا میں خطاب: قبل از نماز عصر مولانا نور محمد ہزاروی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے دارالعلوم سرگودھا کے طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب فرمایا۔ جامعہ مولانا مفتی شفقت علی کے اہتمام و انصرام میں ترقی کر رہا ہے، جامعہ کی عظیم الشان مسجد بھی زیر تعمیر ہے۔

جامع مسجد موتی بلاک نمبر۲ میں خطاب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری عبدالرشید کی دعوت پر ”سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عمومی“ کے عنوان پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب فرمایا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا نور محمد ہزاروی نے سرانجام دیے۔

جامع مسجد صابر رحمٰن پورہ میں: ۱۴ر جنوری بعد نماز عشاء جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا نور محمد ہزاروی مدظلہ نے سرانجام دی، جبکہ مولانا شجاع آبادی نے عالم ارواح میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ مولانا شجاع آبادی کے تمام پروگراموں میں مقامی مبلغ کی حیثیت سے احقر امجد علی پیش پیش رہا۔

نیز یہ تمام پروگرام مجاہد ختم نبوت مولانا اکرم طوفانی مدظلہ کی سرپرستی میں منعقد ہوئے۔ مولانا طوفانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں میں معروف نام ہے آپ مجذوب صفت بزرگ ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہر وقت پابہ رکاب رہتے ہیں۔ اسی بچاسی سال عمر ہونے کے باوجود انتھک ورکر ہیں اور نوجوانوں سے زیادہ متحرک اور فعال ہیں۔ اللہ پاک انہیں صحت وعافیت سے سرفراز فرمائیں۔

منڈی بہاؤالدین کا تبلیغی دورہ

منڈی بہاؤالدین (مولانا محمد قاسم سیوطی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ استاذ العلما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ دوروزہ تبلیغی دورہ پر منڈی بہاؤالدین تشریف لائے۔۱۵؍جنوری گیارہ بجے قبل از دوپہر آپ مدینہ انوار مدینہ میانہ گوندل تشریف لائے۔ جہاں ضلعی امیر مولانا قاری عبدالواحد نے آپ کا خیرمقدم کیا۔

بلال مسجد میں جلسہ ختم نبوت: بعد نماز مغرب جامع مسجد بلال منشی محلہ منڈی بہاؤالدین میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت قاری عبدالواحد مدظلہ نے کی۔ کانفرنس سے مولانا نور محمد ہزاروی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ ناموس رسالت قانون کے خاتمہ کے لئے امریکی اور یورپی دباؤ پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے مترادف ہے، جو کسی صورت میں قابل قبول نہیں۔ رات کا آرام وقیام مدرسہ دارالقرآن والسنۃ عارف آباد میں رہا۔

مدرسہ دارالقرآن والسنۃ میں خطاب: ۱۶؍جنوری ۲۰۱۷ء صبح ۱۰ سے ۱۱ بجے مدرسہ دارالقرآن والسنۃ میں خواتین وبنات سے خطاب فرمایا، جس میں کثیر تعداد میں خواتین اور مدرسہ کی طالبات شریک ہوئیں۔ مدرسہ ہذا مولانا محمد سہیل مدظلہ کی نگرانی میں ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔ استاذ محترم خطاب سے فارغ ہوکر پھالیہ تشریف لے گئے۔

پھالیہ میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۶؍جنوری بعد نماز مغرب مدرسہ فاروقیہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت قاری مظہر محمود نے کی۔ نگرانی قاری محمد اسلم نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم نے مختصر بیان کیا، جبکہ تفصیلی بیان استاذ محترم نے فرمایا بعد ازاں تحفیظ کے بچوں کی دستار بندی ہوئی۔

استاذ محترم کے پروگراموں کی نگرانی وسرپرستی ضلعی امیر قاری عبدالواحد مدظلہ نے کی۔ آپ دونوں دن استاذ جی کے ساتھ رہے اور بندہ بھی ساتھ ساتھ رہا۔ ان شاء اللہ العزیز استاذ محترم کے دورہ کے دوررس نتائج نکلیں گے۔ ظہر تک استاذ محترم کی مسجد پھالیہ میں رہے، جہاں کی مسجد سے ملحقہ مدرسہ کے استاذ قاری محمد رضوان، قاری خرم شہزاد خدمت میں متحرک رہے۔

مولانا شجاع آبادی کا دوروزہ تبلیغی دورہ

گوجرانوالہ (مولانا محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دوروزہ تبلیغی دورہ پر گوجرانوالہ تشریف لائے۔

۱۷؍جنوری ۲۰۱۷ء بعد نماز مغرب جامع مسجد صدیق اکبر رسول نگر میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا محمد بلال نے کی جبکہ راقم محمد عارف شامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ اسی روز بعد نماز عشاء جامع مسجد حنفیہ قادریہ علی پور چٹھہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا محمد افضال الحق کھٹانہ نے کی، جبکہ جلسہ کا انتظام مولانا محمد عاطف نے کیا۔

مولانا قاری گلزار احمد قاسمی سے ملاقات: مولانا گلزار احمد قاسمی متحرک عالم دین ہیں۔ تقریباً ایک درجن مدارس کا نظم ونسق سنبھالے ہوئے ہیں۔ سینٹرل جیل کے قیدیوں کو جیل میں کھانا بھجواتے ہیں، کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے، ان کی عیادت و ملاقات کی۔

دارالعلوم فاروقیہ گوجرانوالہ: مولانا شاہ نواز فاروقی ہمارے حضرت اقدس مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کے مسترشدین میں سے ہیں۔ آپ نے اپنے مدرسہ دارالعلوم فاروقیہ میں ۱۸؍جنوری بعد نماز مغرب ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا، جس میں تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ختم نبوت رتبی، ختم نبوت زمانی، ختم نبوت مکانی کے عنوان پر تقریباً ایک گھنٹہ خطاب فرمایا۔ جس میں علاقائی علماء کرام نے ذوق وشوق کے ساتھ شرکت کی۔ مولانا شاہ نواز فاروقی ایک متحرک عالم دین، موضوع کے مطابق خطاب کرنے والے صاحب فن خطیب ہیں۔ انہوں نے مولانا شجاع آبادی کے اعزاز میں عشائیہ دیا، جس میں کثیر تعداد میں علماء کرام نے شرکت کی۔ عشائیہ سے فارغ ہوکر مولانا شجاع آبادی لاہور کے لئے روانہ ہوگئے۔

لاہور میں آل پارٹیز ناموس رسالت کانفرنس

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں ۱۹؍جنوری ظہر سے عصر تک آل پارٹیز ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا محب النبی مدظلہ نے کی، جبکہ مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تھے۔ کانفرنس میں تمام مسالک ومکاتب اور دینی وسیاسی جماعتوں کے عمائدین اور راہنماؤں نے شرکت کی، ایجنڈا درج ذیل تھا:

۱:...ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون کے خلاف شوروغوغا اور اس کا انسداد۔

۲:...چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس کرنے کا منصوبہ۔

۳:...قائداعظم یونیورسٹی اسلام اباد سے ملحق فزکس کے شعبہ کو قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام سے موسوم کرنا۔

۴:...چکوال دوالمیال میں قادیانی دہشت گردی....طے ہوا۔

حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کے مزار پر حاضری

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ ہمارے شیخ ومربی اور استاذ مرشد العلما حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے شیخ ومرشد تھے۔ آپ نے علوم حدیث کی تکمیل ابوحنیفہ دوراں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کی اور سلوک کی منازل حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان بانی خانقاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ موسیٰ زئی شریف اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا خواجہ سراج الدینؒ (جو آپ کے شاگرد رشید بھی تھے) سے طے کیں اور دونوں بزرگوں سے مجاز ہوئے۔ میرے حضرت بہلویؒ کے مرشد اول حضرت مولانا محمد امیر داماںیؒ تھے۔ حضرت داماںیؒ نے میرے حضرت کو آٹھ سلسلوں میں خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ نیز فرمایا کہ اگر تصوف کا کوئی عقدہ درپیش ہو تو حضرت مولانا حسین علیؒ کے پاس چلے جانا۔ چند روز کے بعد حضرت داماںیؒ کی وفات ہوگئی تو حضرت بہلویؒ حضرت واں بھچرویؒ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور مسئلہ ذکر کیا تو حضرت واں بھچرویؒ نے فرمایا کہ آپ تین ماہ تک میرے پاس قرآن پاک کا ترجمہ پڑھیں تو مسئلہ کا حل بھی بتلاؤں گا۔ حضرت بہلویؒ فرماتے تھے کہ تین ماہ حضرت کی خدمت میں رہ کر قرآن پاک کا ترجمہ پڑھا۔ دوران تعلیم عقدہ بھی حل ہوگیا۔

۱۹۸۰ء کی دہائی میں محدث کبیر حضرت مولانا انظر شاہ کشمیریؒ بہاولپور میں تشریف لائے تو راقم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کی طرف سے استقبالیہ دیا۔ استقبالیہ کلمات کے جواب میں مولانا انظر شاہ کشمیریؒ نے حضرت واں بھچرویؒ کے متعلق فرمایا:

ہمارے والد محترم امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ انہیں سلسلہ نقشبندیہ کا امام قرار دیتے تھے۔ نیز فرمایا کہ حضرت واں بھچرویؒ ہمارے والد محترم کی وفات کے بعد دیوبند تشریف لے گئے اور ہمارے سروں پر دست شفقت رکھا اور پھر حضرت شاہ صاحبؒ کی قبر مبارک پر کافی دیر مراقب رہے۔ جب مراقبہ سے فارغ ہوکر دفتر اہتمام میں تشریف لے آئے تو دفتر کے ارباب اہتمام وانصرام نے پوچھا کہ آپ کافی دیر حضرت شاہ صاحبؒ کی قبر مبارک پر مراقب رہے کوئی خاص باتیں ہوئیں تو فرمایا: جی ہاں:

۱:... سب سے پہلے حضرت شاہ صاحبؒ نے میری حاضری پر میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ تشریف لائے اور میرے یتیم بچوں کے سر پر دست شفقت رکھا، میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

۲:... فرمایا کہ قبر کی زندگی میں آ کر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے مقبول ترین عمل عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت ہے۔

۳:... فرمایا کہ قبر کی زندگی میں آ کر معلوم ہوا کہ علم میں، میں شاہ ولی اللہؒ سے کم نہیں البتہ عمل میں وہ مجھ سے آگے ہیں۔

بہرحال حضرت واں بھچرویؒ سلسلہ نقشبندیہ کے مایہ ناز شیخ تھے، ہمارے حضرت بہلویؒ کے علاوہ امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ، حضرت صوفی عبدالحمید سواتیؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ آپ کے شاگردوں اور متوسلین، مسترشدین اور مذکورہ بالا شخصیات میں بعض حضرات آپ سے مجاز بھی ہیں جیسے ہمارے حضرت بہلویؒ۔ ایک عرصہ سے خواہش تھی کہ حضرت واں بھچرویؒ کے مرقد پر حاضری دوں۔ ۱۵؍دسمبر ۲۰۱۶ء کو مبلغ ختم نبوت مولانا محمد نعیم سلمہ، مدرسہ تعلیم الاسلام بلالیہ واں بھچراں کے مدرس مولانا مفتی قربان علی سلمہ کی معیت میں حاضری ہوئی۔ حضرت کے پوتوں، پڑپوتوں سے ملاقات ہوئی، جس پر انہوں نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ مولانا محمد عرفان کو اپنی کتاب ''تذکرۂ حضرت بہلویؒ'' بھی پیش کی، جس پر انہوں نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے وعدہ لیا کہ جب بھی اس طرف آمد ہو تو ہمارے ہاں ضرور تشریف آوری ہو۔

راقم نے مولوی محمد عرفان سے مسجد کی آبادی اور مدرسہ کے قیام کی درخواست کی تاکہ حضرت کی روح کو تسکین حاصل ہو۔

حضرت واں بھچروی کی تاریخ وفات ۲۷؍جون ۱۹۴۴ء لوح مزار پر درج ہے۔ حضرت کے ساتھ آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالرحمٰن آرام فرما ہیں جو ۶؍اکتوبر ۱۹۹۱ء کو فوت ہوئے۔

مولانا غلام رسول شوقؒ کی یاد میں تعزیتی جلسہ

قاری غلام رسول شوقؒ ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے چہیتے شاگردوں میں سے اور خانقاہ سراجیہ کے مسترشدین میں سے تھے، ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ ان کی یاد میں ۱۹؍دسمبر بعد نماز مغرب تعزیتی جلسہ جامع مسجد خلافت راشدہ میں منعقد ہوا۔ خلافت راشدہ کی تعمیر جدید ان کی کوشش سے ہوئی۔ جلسہ کے مہمان خصوصی خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد تھے جبکہ جلسہ میں مولانا قاری الیاس احمد ساکہ، مولانا قاری عطاء اللہ بھدر، مولانا محمد قاسم سیوطی، پروفیسر مولانا اشفاق حسین گجرات اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ جلسہ کی صدارت قاری صاحب کے جانشین مولانا انیس الرحمٰن نے کی۔

مرزا قادیانی کا تعارف و کردار

(۲۲)

حافظ عبید اللہ

آیئے چند مزید شواہد پر نظر ڈالتے ہیں:

''۱۹۰۱ء میں یعنی محمدی بیگم کے خاوند کی موت کے لئے مرزا کی طرف سے مقرر کردہ اڑھائی سال کی مدت کے ختم ہونے کے تقریباً ۷ سال بعد مرزا قادیانی نے گورداسپور کی ایک عدالت میں ایک بیان دیا، چونکہ وہاں مرزا کی اس پیش گوئی کا ذکر بھی ہوا تھا اس لئے اپنے اس عدالتی بیان میں مرزا نے اس پر بھی بات کی اور آخر میں کہا: ''عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی امید کیسی یقین کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔'' (قادیانی اخبار الحکم، مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۰۱ء، صفحات ۱۴،۱۵)

یعنی ۱۹۰۱ء تک مرزا قادیانی اپنی اصل پیش گوئی پر قائم تھا کہ محمدی بیگم کا نکاح اس کے ساتھ ضرور ہوگا، صرف امید نہیں بلکہ کامل یقین تھا کیونکہ اس کے خدا نے اسے یہ بتایا تھا۔

اس کے چار سال بعد مورخہ ۳۰ رجون ۱۹۰۵ء کو اسی اخبار الحکم میں مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کی پیش گوئی کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

''اعتراض پنجم: مساۃ محمدی بیگم کو دوسرا شخص نکاح کرکے لے گیا اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی۔ الجواب: وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیاہی جائے سو یہ ایک پیش گوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا......اور وعدہ یہ ہے کہ وہ پھر نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی سو ایسا ہی ہوگا۔''

(الحکم، ۳۰ رجون ۱۹۰۵ء، ص:۲)

آپ نے دیکھا کہ مرزا ایک اعتراض کا جواب دے رہا ہے، لیکن یہاں ایک صریح جھوٹ بول رہا ہے کہ اس کے خدا کی وحی یہ تھی کہ محمدی بیگم ضرور کسی دوسری جگہ بیاہی جائے گی اور یہ بھی پیش گوئی کا حصہ تھا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا کی ۲ رمئی ۱۸۹۱ء کے اشتہار میں پیش گوئی یہ تھی کہ خدا کی طرف سے یہ مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آ جائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کرکے اس کو میری طرف لے آوے۔ یعنی پیش گوئی یہ نہ تھی کہ اس کا نکاح ضرور کہیں اور ہوگا پھر بیوہ ہو کر آئے گی، ورنہ مرزا قادیانی محمدی بیگم کے باپ اور دوسرے رشتہ داروں کو خط پر خط نہ لکھتا کہ اس کا نکاح کہیں اور نہ کرنا اور نہ ہی سلطان محمد کو ڈراتا کہ اگر تم نے اس کے ساتھ نکاح کیا تو اڑھائی سال کے اندر مر جاؤ گے بلکہ خود محمدی بیگم کا نکاح کسی اچھی سی جگہ پر کروا دیتا کہ اس کے خدا کی وحی یہی تھی کہ پہلے دوسری جگہ ضرور بیاہی جائے گی، بلکہ مرزا نے تو اپنے ان رشتہ داروں کو جن میں اس کی پہلی بیوی حرمت بی بی، اس بیوی سے دونوں بیٹے سلطان احمد اور فضل احمد بھی شامل تھے صاف طور پر یہ دھمکی دی تھی کہ اگر انہوں نے احمد بیگ اور اس کے رشتہ داروں کو محمدی بیگم کا نکاح کہیں اور کرنے سے نہ روکا تو میری طرف سے حرمت بی بی کو طلاق اور میرے دونوں بیٹے عاق تصور ہوں گے (دیکھیں مرزا کا اشتہار بعنوان اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین، مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحات ۱۸۶ر۱۸۷، مورخہ ۲ رمئی ۱۸۹۱ء)، لہٰذا اگر مرزا کے خدا کی وحی میں ہی یہ بات تھی کہ ضرور پہلے محمدی بیگم کا نکاح کہیں اور ہوگا، پھر وہ مرزا کی طرف لوٹائی جائے گی تو مرزا کا طلاق اور عاق کرنے کی دھمکی دینا کس لئے تھا؟ اسے تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ اس کے رشتہ دار محمدی بیگم کا نکاح کہیں اور کروا رہے ہیں اس طرح میرے خدا کی پیش گوئی جلدی پوری ہوگی (واضح رہے کہ محمدی بیگم کا باپ اور مرزا قادیانی کی پہلی بیوی قریبی رشتہ دار تھے اس لئے مرزا اس کے ذریعے احمد بیگ پر دباؤ ڈلوانا چاہتا تھا)۔

بہرحال ہم جس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ۱۹۰۵ء میں بھی وہ یہ لکھ رہا ہے کہ: ''وعدہ یہ ہے کہ وہ پھر نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی سو ایسا ہی ہوگا''، وہ ہرگز یہ نہیں مانتا کہ چونکہ سلطان محمد نہیں مرا اس لئے اب پیش گوئی مشروط ہونے کی وجہ سے ملتوی ہوگئی جیسا کہ آج کل مرزائی جماعت کہتی ہے بلکہ مرزا خود ۱۹۰۵ء میں بھی اپنے خدا کے وعدے کا منتظر ہے اور اسے یقین ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح اس کے ساتھ ضرور ہوگا۔

دوستو! اپنے خدا کے اسی وعدے کے انتظار میں مرزا قادیانی مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو اس دنیا سے چلا گیا (اس کی وہ دعا قبول ہوئی جس میں اس نے کہا تھا کہ اگر محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں تو وہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک

ہوجائے)، مرزا کے مرنے کے بعد بھی سلطان محمد تقریباً چالیس سال زندہ رہا اور روایات کے مطابق اس کی وفات ۱۹۴۸ء میں ہوئی، اسی طرح محمدی بیگم بھی سنہ ۱۹۶۶ء میں فوت ہوئی اور لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں مدفون ہے۔

کیا سلطان محمد مرزا قادیانی کی پیش گوئی سے کبھی ڈرا؟ یا اس نے کوئی توبہ کی؟

یہ بات تو مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو بھی مسلّم ہے کہ سلطان محمد نے مرزا قادیانی کی طرف سے اس کی موت کی دھمکی پرمبنی پیش گوئی کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے اور بلا کسی خوف کے محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کیا اور اسے اپنی دلہن بنا کر لے گیا، یہ سب سے بڑا ثبوت ہے کہ سلطان محمد کے نزدیک مرزا قادیانی ایک جھوٹا شخص تھا، جب وہ مرزا کی جھوٹی پیش گوئی کے مطابق اڑھائی سال کے اندر نہ مرا تو یہ مرزا قادیانی کے لئے دوسرا جھٹکا تھا، مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا کہ سلطان محمد نے توبہ کر لی تھی اس لئے موت سے بچ گیا، آج تک کوئی مرزائی ایسی دلیل پیش نہیں کرسکا جس سے ثابت ہوتا ہو کہ محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کے بعد اڑھائی سال کے عرصے کے اندر سلطان محمد نے کبھی مرزا قادیانی کو کوئی خط لکھا ہو یا اس سے ملاقات کی ہو یا کوئی معذرت وغیرہ کی ہو، باقی رہی مرزا قادیانی کی بات تو اس کی عادت تھی تاویلیں کرنا، اس کی دلیل کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ سلطان محمد ڈر گیا تھا اور اس نے توبہ کر لی تھی اس لئے بچ گیا، سوال ہوا کہ ثبوت کیا ہے؟ تو جواب دیا اس کا نہ مرنا ثبوت ہے کہ وہ ڈر گیا تھا، جاؤ جاکر سلطان محمد سے کہو کہ اگر وہ نہیں ڈرا تو اشتہار جاری کرے کہ میں نہیں ڈرا پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے یہ دلیل احمقوں اور عقل کے اندھوں کو تو قائل کرسکتی ہے لیکن جس کے پاس رتی بھر بھی عقل ہے وہ اس مضحکہ خیز ثبوت کو کبھی بھی قبول نہیں کرے گا، سلطان محمد نے محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کر کے مرزا قادیانی کی تکذیب کا بزبان حال جو صریح اعلان کیا تھا اس کے بعد بھی کسی اشتہار کی ضرورت تھی؟ در اصل مرزا قادیانی جانتا تھا کہ سلطان محمد ایک فوجی ہے اور نہ جانے وہ اس وقت کہاں ہوگا، کون اسے ڈھونڈھے گا اور کون اس کو کہے گا کہ مرزا قادیانی کی تکذیب کا اشتہار جاری کرو، یہ سلطان محمد کی شرافت تھی کہ ایک طرف مرزا قادیانی اس کی منکوحہ کا نام لے کر اشتہار پر اشتہار جاری کرتا رہا لیکن سلطان محمد نے مرزا قادیانی کے منہ لگنا مناسب نہ سمجھا، پھر سلطان محمد نے اگر توبہ کی ہوتی تو سب سے پہلے وہ محمدی بیگم کو طلاق دیتا کیونکہ اگر اس کا کوئی جرم تھا تو یہی کہ اس نے مرزا کی آسمانی منکوحہ کے ساتھ نکاح کیا تھا، لیکن سلطان محمد اپنے اس جرم سے دست بردار نہ ہوا، بہرحال اگر ایک منٹ کے لئے فرض بھی کرلیں کہ وہ توبہ کرکے اڑھائی سال کے اندر موت سے بچ گیا تو بھی مرزا کی پیش گوئی تو جھوٹی ہی ہوئی کیونکہ وہ اس کے بعد بھی کئی سال تک یہی کہتا رہا کہ محمدی بیگم آخر کار میرے نکاح میں آنا ہی ہے، جو کہ نہیں آئی۔

مولانا محمد حسین بٹالوی کا سلطان محمد سے رابطہ اور سوال وجواب

رسالہ ''اشاعۃ السنہ'' کے ایڈیٹر مولانا محمد حسین بٹالوی نے راولپنڈی میں اپنے ایک دوست منشی محمد سعید نقشہ نویس کو خط لکھا کہ وہ سلطان محمد (جو کہ اُن دنوں راولپنڈی میں تھا) سے مل کر اس سے اس کے خیالات معلوم کریں، چنانچہ منشی محمد سعید حسب ہدایت سلطان محمد سے ملے، جو سوال وجواب ہوا وہ مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کی زندگی میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کردیا جو کچھ یوں ہے:

''سوال: مرزا غلام احمد کے الہام سے آپ کے دل پر کیا اثر ہوا تھا؟ کیا آپ ڈر گئے تھے؟۔ جواب: مرزا صاحب کو میں جھوٹا اور دروغ گو جانتا تھا اور جانتا ہوں اور میں مسلمان آدمی ہوں خدا کا ہر وقت شکر گزار رہوں۔''

(اشاعۃ السنہ نمبر 6، جلد 16، صفحہ 191)

دوستو! اپنے خدا کے اسی وعدے کے انتظار میں مرزا قادیانی مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس دنیا سے چلا گیا (اس کی وہ دعا قبول ہوئی جس میں اس نے کہا تھا کہ اگر محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں تو وہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوجائے)، مرزا کے مرنے کے بعد بھی سلطان محمد تقریباً چالیس سال زندہ رہا اور روایات کے مطابق اس کی وفات ۱۹۴۸ء میں ہوئی

دوستو! سلطان محمد کا یہ بیان سنہ 1894ء کے آخر میں شائع ہوا، اس کے بعد مرزا قادیانی تقریباً چودہ سال زندہ رہا لیکن اسے سلطان محمد کے اس بیان کی تردید کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور مرزا قادیانی محمدی بیگم کا انتظار کرتے اس دنیا سے چلا گیا لیکن سلطان محمد کی توبہ کا کوئی ثبوت پیش نہ کرسکا، اللہ جزائے خیر دے مشہور اہل حدیث عالم دین مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو جنہوں نے مرزا قادیانی کی زندگی میں بھی اس کے ناک میں دم کیے رکھا اور اس کی موت کے بعد بھی پھر محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد کو ڈھونڈ نکالا اور اس کی تحریر حاصل کر کے مورخہ 14 مارچ سنہ 1924ء کو اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر

میں شائع کردی جس پر چار گواہوں کے دستخط بھی تھے، وہ تحریر کیا تھی آیئے پڑھتے ہیں، سلطان محمد نے لکھا تھا:

"جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو میری موت کی پیش گوئی فرمائی تھی میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی نہ میں اس پیش گوئی سے کبھی ڈرا، میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیروکار ہوں۔ سلطان محمد بیگ ساکن پٹی 3/3/1924ء۔"

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اس کے ساتھ ایک چیلنج بھی لکھا جو یہ ہے:

"ہم مرزائی امت کے دونوں بلکہ تینوں چاروں پارٹیوں بلکہ کل افرادامت مذکورہ کو چیلنج دیتے ہیں کہ اس تحریر کے متعلق وہ ایک مہینہ تک تحقیق کرلیں کہ یہ تحریر لفظ بلفظ مرزا سلطان محمد صاحب کی ہے یا نہیں۔ اگر ان کی ثابت نہ ہو تو ہم لودھیانہ کی انعامی رقم مبلغ تین سو لی ہوئی واپس دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ احمدی دوستو! مرد میدان بنو ہمت ہے تو آگے آؤ۔"

جیسا کہ بیان ہوا سلطان محمد کا یہ بیان مارچ 1924ء میں شائع ہوا، اس کے بعد سلطان محمد تقریباً 24 سال مزید زندہ رہا لیکن جماعت مرزائیہ کا کوئی سپوت اس سے اس بیان کی تردید یا انکار نہ کرواسکا۔

اس کے چھ سال بعد مورخہ 14/نومبر 1930ء کو اسی اخبار اہل حدیث میں سلطان محمد کا ایک اور خط شائع ہوا جو اس نے سید محمد شریف ساکن گھڑیالہ ضلع لاہور کو لکھا تھا اور سید صاحب نے اس کی نقل مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو بھیجی تھی، اس خط کی آخری چند سطور یہ ہیں:

"میں خدا کے فضل سے اہل سنت والجماعت ہوں، میں احمدی مذہب کو برا سمجھتا ہوں، میں اس کا پیرو نہیں ہوں اس کا دین جھوٹا سمجھتا ہوں، والسلام۔ تابعدار سلطان محمد بیگ پنشنر از پٹی ضلع لاہور پنجاب۔"

اس کے بعد مولانا امرتسریؒ نے چند سطور لکھیں جو بڑی دلچسپ ہیں، انہوں نے تحریر فرمایا:

"مرزائی دوستو! جانتے ہو یہ سلطان محمد کون ہے؟ یہ وہی ہے جسے بقول آپ کے رسول مرزا صاحب قادیانی کے پہلے 1894ء میں، پھر مرزا صاحب قادیانی سے قبل مرنا تھا مگر وہ آج تک زندہ ہے، مٹھائی کھلاؤ تو جواب بتادیں۔ کہہ دو کہ دل میں مرچکا ہے۔"

اس خط کا انکار یا تردید بھی کوئی مرزائی سلطان محمد سے نہ کرواسکا (اخبار اہل حدیث کی فوٹو کاپی ہمارے پاس موجود ہے)، ہم بھی یہ کہانی مرزا قادیانی کی اس بات پر ختم کرتے ہیں کہ:

"جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔" (آئینہ کمالات اسلام، رخ 5 صفحات 322، 323)

مرزائی خلیفہ اول حکیم نورالدین بھیروی کی تاویل

قارئین محترم! یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ مرزا قادیانی نے جس پیش گوئی کو ایسی تقدیر مبرم بتایا تھا جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی وہ پوری نہ ہوئی، اور یاد رہے مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق محمدی بیگم کا بیوہ ہونا اور پھر مرزا کے نکاح میں آنا مرزا کی زندگی میں ہی ہونا تھا جیسا کہ اس نے صاف طور پر لکھا، آج کچھ مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ پیش گوئی جنت میں پوری ہوجائے گی، لیکن مرزائی خلیفہ اول حکیم نورالدین کی بےبسی ملاحظہ فرمائیں، جب اللہ کسی کی عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے تو وہ ہر طرح سے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، مئی 1908ء میں جب دل میں محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کا ارمان لیے مرزا قادیانی اس جہاں سے کوچ کر گیا اور اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہوگیا تو بجائے اس کے کہ اس پر لعنت بھیج کر حکیم نورالدین واپس اسلام کی طرف آجاتا لیکن افسوس کہ اس نے ایک نئی منطق بھی پیش کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی کی اولاد یا نسل میں سے کسی لڑکے کا نکاح محمدی بیگم کی نسل میں سے کسی لڑکی کے ساتھ بھی ہوجائے تو یہ پیش گوئی پوری ہوجائے گی، لکھتا ہے:

"اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن مجید پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد، مخاطب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہوسکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہوسکتی اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم البنات نہیں مل سکتا؟ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصبہ نہیں۔ میں نے بار ہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہوجائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا۔" (ریویو آف ریلیجنز، ماہ جون وجولائی 1908ء، صفحہ 279)

حکیم نورالدین نے بھی شاید آج کل کے مرزائی مربیوں کی طرح مرزا قادیانی کی کتابیں نہیں پڑھی تھیں، کیونکہ اگر پڑھی ہوتیں تو اسے شہادۃ القرآن، رخ 6 صفحہ 376 پر مرزا کی اس تحریر کا پتہ ہوتا جس میں اس نے اپنی پیش گوئی کے چھ اجزاء گنوائے اور آخری دو جزو یہ لکھے کہ "(5) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (6) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہوجاوے"، مرزا نے محمدی بیگم کا اپنی زندگی میں بیوہ ہونا اور پھر اس کے نکاح میں آنا پیش گوئی کا حصہ بتایا تھا اور صاف لکھا کہ ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک وہ فوت نہیں ہوگا۔ (جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں

تیسری قسط

مولانا حذیفہ وستانوی

جیسا کہ اس سے پہلے بھی بیان کیا کہ تقریباً دو سو دس احادیث سے ختم نبوت کا مسئلہ ثابت ہے، جس میں سے اہم روایت بخاری کی ہے۔

”عن ابی ھریرۃ ان رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال انّ مثلی و مثلَ الانبیاءِ مِن قبلی کمثلِ رَجُلٍ بنٰی بیتا فاحسنَہ و اجملَہ الاّ موضعَ لبنۃٍ من زاویۃ فجعل الناسُ یطوفون بہ و یعجبون لہ و یقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ و انا خاتم النبیین۔“ (رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء و مسلم: ج۲/۲۴۸ فی الفضائل و احمد فی مسندۃ، ج:۲، ص۳۹۸، والنسائی والترمذی) و فی بعض الفاظہ فکنتُ انا سددت موضع اللبن و ختم بی البنیان و ختم بی الرسل ھکذا فی الکنز عن ابی عساکر.

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا؛ مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چناں چہ میں نے اس جگہ کو پُر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا اور میں ہی خاتم النبیین ہوں یا مجھ پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے۔“ (ختم نبوت، ص۲۰۵ تا ۲۰۶)

اس کے بعد حضرت ابوسعید خدری، حضرت جابر، حضرت ابوہریرہ، حضرت جبیر ابن مطعم، حضرت سعید ابن ابی وقاص، حضرت جابر ابن سمرہ، حضرت ثوبان، حضرت عبداللہ عباس، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت انس ابن مالک، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت علی، حضرت ابوذر، حضرت مالک ابن حویرث، حضرت نافع، حضرت عوف ابن مالک، حضرت حسن، حضرت عرباض ابن ساریہ زید ابن حارثہ عبداللہ ابن ثابت، حضرت ام کرز کعبیہ، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت ابی ابن کعب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ختم نبوت پر ۲۶ روایتیں تو صرف امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے صحیحین میں روایت کی ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر، حضرت جابر ابن

چک نمبر 37P ج ب کلویا ٹوبہ میں ختم نبوت کانفرنس

۱۶ دسمبر ۲۰۱۶ء بعد نماز عشاء مدرسہ عربیہ خدام الدین چک نمبر 37P ج ب کلویا میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا سیّد محمد بدر عالم ترمذی نے کی۔ کانفرنس سے انجمن خدام الدین لاہور کے امیر حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ کے فرزند ارجمند مولانا احمد علی ثانی، احقر خبیب احمد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ جبکہ تلاوت و نعت قراء اور نعت خوانوں نے پیش کی۔ مولانا احمد علی ثانی نے فضائل ذکر کے عنوان پر خطاب فرمایا اور ذکر کرایا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ اس علاقہ سے بندہ کا دہرا تعلق ہے، کیونکہ میرے شیخ، استاذ العلماء، سیّد الصلحا حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کا یہ آبائی علاقہ ہے۔

مدرسہ کے بانی حضرت مولانا سیّد جاوید محمود ترمذیؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لاہور میں مبلغ رہے اور انہوں نے لاہور میں انتہائی جانفشانی سے ختم نبوت کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا اور ان کے ایک عرصہ بعد میری لاہور میں تقرری ہوئی۔ لاہور مجلس کے سابق امیر حاجی بلند اختر نظامیؒ، شاہ صاحب کی دریافت تھے۔ حاجی صاحب جدیدیت کے دلدادہ تھے۔ ترمذی صاحب کی صحبت نے انہیں کندن بنا دیا۔ مجلس میں ورکر کی حیثیت سے شامل ہوئے اپنی محنت و جانفشانی کی وجہ سے مجلس کے ناظم اعلیٰ اور بعد میں امیر بنا دیئے گئے اور لاہور مجلس کے بہت سے مسائل ان کی ناخن تدبیر سے حل ہوئے۔

عبداللہ حضرت سفینہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت بہزابن حکیم، حضرت معاویہ بن فیدہ، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت علی مرتضی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اصحاب سنن اربعہ امام نسائی ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے تقریباً دس حدیثیں نقل کی ہیں۔

اس کے علاوہ امام احمد ابن حنبل نے اپنی سند سے حضرت ابوطفیل، حضرت بریدہ، حضرت ابونضرہ، حضرت زید ابن ابی اوفی، حضرت ابوسعید خدری، حضرت حذیفہ بن اسید حضرت نعمان ابن بشیر، حضرت عبداللہ ابن عمرو، حضرت عرباض ابن ساریہ سے تقریباً دس حدیثیں نقل کی ہیں، یہ ۵۶ حدیثیں مستند اور صحیح ہیں۔

ان مذکورہ کتابوں کے علاوہ دیگر بے شمار مستند کتابوں میں تقریباً ڈیڑھ سو احادیث ایسی ہیں جو ختم نبوت پر دلیل بنتی ہیں، جن کو امام دارمی، امام ابن عساکر، امام بغوی، امام سیوطی، امام بیہقی، امام طبرانی، امام ابونعیم، امام ابویعلی، امام علی متقی، امام ابن ابی شیبہ، امام طحاوی، امام ابن کثیر، امام ابن ابی حاتم، امام ابن مردویہ، امام دیلمی، امام ابن سعد، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابن النجار، خطیب بغدادی، امام بزار، امام ابن عدی، امام ابوداؤد الطیالسی، امام ابن جریر طبری، امام ماوردی، امام رافعی، امام حاکم نیشاپوری، امام ابن الجوزی، امام عیاض نے حضرت علی، حضرت ضحاک ابن نوفل، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت انس ابن مالک، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عبداللہ ابن الزبیر، حضرت نعمان بن بشیر، یونس ابن میسرہ، حضرت خالد بن ولید، حضرت جابر ابن عبداللہ، حضرت سلمان فارسی، حضرت عائشہ، حضرت ابوالدرداء، حضرت عبداللہ ابن حارث، حضرت ابوزمل جہنی، حضرت زبیر ابن العوام، حضرت اکوع سلمہ ابن اکوع، حضرت ابوالطفیل، حضرت عمرو ابن قیس، حضرت ابوقتادہ، عبدالرحمن ابن سمرہ، حضرت محمد ابن حزم، حضرت قتادہ، حضرت عصمہ ابن مالک، حضرت ابومالک اشعری، حضرت حذیفہ، حضرت ابوالفضل، حضرت عقیل ابن ابی طالب، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوقبیلہ، حضرت حسن بن علی، حضرت مالک، حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت حبشی ابن جنادہ، حضرت عمرو، حضرت سہل ساعدی، عبیداللہ ابن عمر، حضرت ابوبکرہ، حضرت نعیم ابن مسعود، حضرت تمیم داری نے تقریباً سو حدیثیں ایسی نقل کی ہیں جو صراحتاً ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

ان مذکورہ احادیث کے علاوہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ نے دوسرے ۱۹۷ احادیث ایسی نقل کی ہیں جو کنایتاً و اشارتاً ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے جو کلام کیا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہیں، آپ فرماتے ہیں:

احادیث مذکورۃ الصدر سے ختم نبوت کا ثبوت:

نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی محبت وشفقت جو امت مرحومہ کے ساتھ ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے، اور پھر یہ بھی مسلم ہے کہ زمانہ ماضی و مستقبل کے جتنے علوم وحالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیے گئے وہ نہ کسی نبی کو حاصل ہیں اور نہ کسی فرشتہ کو۔

ان دونوں باتوں کو سمجھنے کے بعد یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے دین کے راستہ کو ایسا ہموار اور صاف بنا کر چھوڑا کہ جس میں دن ورات برابر ہوں، اس پر چلنے والے کو ٹھوکر لگنے یا راستہ بھولنے کا اندیشہ نہ رہے، اس میں جتنے خطرات کے مواقع ہوں گے، وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتلا دیے، نیز اس راستہ کے ایسے ایسے نشانات ان کو بتلا دیے جو تمام راستہ میں ان کی رہبری کرتے رہیں۔

چناں چہ جب ہم حدیث نبوی کے دفتر پر نظر ڈالتے ہیں تو ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امور میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، آپ کے بعد جتنے قابل اقتدا رہنما پیدا ہونے والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر کے نام لے لے کر بتلا دیے اور امت کو ان کی پیروی کی ہدایت فرمائی، جن میں سے "مشتے نمونہ از خروارے" چند احادیث اوپر ذکر کی گئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی شفقت و مربیانہ تعلیم اور پھر احادیث مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان؛ بلکہ ایک منصف مزاج انسان یہ یقین کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی (اگرچہ وہ بقول مرزا ظلی یا بروزی رنگ میں سہی) اس عالم میں پیدا نہیں ہو سکتا ورنہ لازم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس نبی کا ذکر فرماتے؛ کیوں کہ ان سب کا اتباع پر امت کی نجات کا مدار ہے۔

مگر عجب تماشہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو خلفائے راشدین کے اقتداء کا حکم فرماتے ہیں، ائمہ دین اور امراء کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں؛ بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی (جب کہ وہ امیر بن جائے) اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور عمار بن یاسرؓ کی اقتداء کی دعوت دیتے ہیں، حضرت زبیرؓ، ابوعبیدہ بن الجراح، معاذ بن جبلؓ عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ کے نام لے لے کر انہیں واجب التکریم اور قابل اقتداء فرماتے ہیں، اویس قرنیؒ کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تعلیم دیتے ہیں، مجدد دین امت کا ہر صدی پر آنا، ابدال کا ملک شام میں پیدا ہونا، اور ان کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔

لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے

کہ ہمارے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا، تم اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہے تو تمام احادیثِ سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر مجبور کرنے کے لیے کافی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تا قیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

یہ دو سو دس احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا راستہ بند کردیا ہے۔

جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے: ''ان فی ذلک لعبرۃً لمن کان له قلب او القیٰ السمعَ وھو شھید۔''

(ختم نبوت: ص ۲۹۵ تا ۲۹۶)

اسی لیے علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

''ختم نبوت کا مسئلہ شریعت محمدی میں متواتر ہے، قرآن وحدیث سے اجماع بالفعل سے اور یہ پہلا اجماع ہر وقت اور ہر زمانہ میں حکومت اسلامی نے اس شخص کو جس نے دعویٰ نبوت کیا، سزائے موت دی ہے، ایک شاعر کو صلاح الدین ایوبیؒ نے بہ فتویٰ علماءِ دین، ایک شعر کہنے پر قتل کرادیا تھا۔

کـان مبدأ ھـذا الـدیـن مـن رجـلٍ
سـعـٰی فـاصـبـحَ یدعـیٰ سـیـدَ الامـمِ

(صبح الاعشیٰ: ۳۰۵، ۱۳۹)

اس شعر سے اس شخص نے نبوت کو کسبی قرار دیا کہ نبوت ریاضتوں سے حاصل ہوسکتی ہے، اس لیے اسے قتل کروادیا۔ (احتساب قادیانیت: ج ۴/ ص ۴۲)

اس سے آپ اندازہ لگائیے کہ مسئلہ ختم نبوت کتنا حساس مسئلہ ہے۔

علامہ کشمیری قدس اللہ سرہ ''ماکان محمد'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اشخاص نبوت کے بھی خاتم ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد نبوت کا عہدہ منقطع ہوگیا ہے۔ (ایضاً)

عقیدۂ ختم نبوت پر امت کا سب سے پہلا اجماع:

اسلام میں سب سے پہلا اجماع اس پر منعقد ہوا تھا کہ دعویٰ نبوت بغیر اس تحقیق کے کہ اس کی تاویل کیا ہے اور کیسی نبوت کا دعویٰ ہے؟ کفر اور ارتداد ہے، اور مدعی نبوت کی سزا قتل ہے۔ صحابہ کرامؓ کے اجماع سے صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے جہاد کیا گیا اور اس کو قتل کیا گیا۔

(جاری ہے)

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیموں	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
گل بنفشہ	الائچی خورد	کہربا شمعی	بہمن سرخ	

فیصل فوڈز شاہ ریلائنز، ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

مکمل علاج، مکمل خوراک
اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
فیصل
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزاء کا مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	ناگرموتھا	مغز بندق	آرد خرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	بج	مغز بنولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دارچینی	اکر	الائچی خورد	بیج کاکنج	تخم فلوخر
ورق طلاء	لونگ	ماگیں	الائچی کلاں	سالم پنجہ	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	جزسوختہ	زنجبیل	ماجو	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	[illegible]	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

جان کر من جملۂ خاصانِ میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

ماہ نامہ الفاروق کی ''اشاعت خاص''

بیاد

استاذ الاساتذہ، رئیس المحدثین، بخاریٔ عصر، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس اشاعت میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عزیمت سے عبارت سیرت وسوانح، اُحوال وآثار، تدریس، تصنیف، تبلیغ، تزکیہ، جہاد اور دیگر شعبہ ہائے دین میں آپ کی خدمات، علمی وعملی مقام ومرتبے، مسلک علماءِ حق اور دینی مدارس کے تحفظ، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قیام واستحکام، ہم مسلک جماعتوں میں اتحاد واتفاق کے لیے دردمندانہ کاوشیں اور باطل فتنوں کی سرکوبی کے سلسلے میں آپ کی جدوجہد کے متعلق گراں قدر مضامین شامل ہوں گے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ، مریدین ومتوسلین، متعلقین ومنتسبین اور محبین سے درخواست ہے کہ وہ اس یادگاری اشاعت میں اپنی یادداشتوں، مضامین، منظومات اور تاثرات کے ذریعے شرکت فرمائیں۔ اگر کسی کے پاس حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی تحریر یا خط ہو تو اس کی کاپی بھی ارسال فرمائیں۔

خاص نمبر کی حتمی تاریخ اشاعت کا اعلان بہت جلد کر دیا جائے گا

خط کتابت کے لیے: ماہنامہ الفاروق، جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی، بلاک نمبر ۴ کراچی
پوسٹ بکس نمبر 11009، شاہ فیصل ٹاؤن، بلاک نمبر 4، کراچی، پوسٹ کوڈ نمبر 75230
فون: 34573865 ,021-34571132 فیکس: 021-34571525
ای میل: info@farooqia.com ویب سائٹ: www.farooqia.com

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کا پُر شکوہ ماڈل
آیئے.... اس زیر تعمیر منصوبہ کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیجیے
0331-2012341, 0302-6961841